میرے پرَ دل پر

عشنا کوثر سردار

میرے پَروں پر

عشنا کوثر سردار

کتابی شکل: پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

میرے پَروں پر

مجھے نہیں معلوم کہ مجھے ڈر کیوں لگتا تھا اور کس بات کو لے کر لگتا تھا مگر میں اتنا جانتی تھی کہ میرے اندر بہت سے ڈر بکل مارے بیٹھے تھے۔ چپ چاپ کونوں کھدروں میں دبے بیٹھے مجھے دیکھتے رہتے تھے۔ میں بولتی یا نہ بولتی، چپ رہتی یا ساکت سی چیزوں کو چپ چاپ تکتی رہتی مگر میرے اندر ایک سرسراہٹ ہوتی تھی، مسلسل ہوتی رہتی تھی۔ یہ ڈر کس بات کا تھا اور میرے اندر اتنے ڈر کہاں سے آگئے تھے، میں نہیں

جانتی تھی' ایسا نہیں تھا کہ میرے اندر اعتماد نہیں تھا یا میں اپنے دوپٹے کے پلّو سے کھیلتی کوئی انتہائی اسٹوپڑ لڑکی تھی۔مجھ میں اعتماد بھی تھا اور میں دنیا کو بھی فیس کر سکتی تھی مگر ایک ڈر اندر رہتا تھا۔مڈل کلاس میں جہاں بہت سے مسائل ورثے میں ملتے ہیں وہیں بہت سے ڈر بھی شاید ورثے میں ہی مل جاتے ہیں۔میں نے اماں کا چہرہ اکثر دیکھا تھا' ہمیشہ ایک خوف سا رہتا تھا۔

"جلدی سے یہ کام کرلو ورنہ یہ ہوجائے' نماز پڑھ لو قضا ہوجائے گی' سر پر دوپٹہ اوڑھ لو ابا آئیں گے تو غصہ کریں گے۔" ابا کو تو یوں بھی سارا غصہ ایک ہی جگہ نکالنا ہوتا تھا۔کاروبار میں پے درپے نقصانات کے بعد عجیب چڑچڑے سے ہوگئے تھے۔

"اُف! اس لوڈشیڈنگ نے تو جان عذاب میں کردی ہے' موئے بجلی کا بل اتنا پیٹ بھر کے بھیجتے ہیں اور گھنٹوں بجلی بند رکھتے ہیں۔" دادی کی آواز نے میری توجہ اپنی طرف مبذول کروالی تھی۔وہ سارا پرانا سامان

نکال کر سعادت (ملازم) کو دے رہی تھیں کہ گھر میں کچھ جگہ بن سکے۔ انہیں عجیب گھٹن کا سا احساس رہتا تھا' میں اٹھ کر ان کی طرف آگئی تھی۔

"لائیں دادی میں آپ کی مدد کروں۔" میں نے اپنی خدمات پیش کی تھیں۔

"اے بچی اب رہنے دے' اتنی گرمی میں مرنا ہے کیا' اتنی گھٹن ہے یہاں اور اس پر یہ موئی بجلی کو بھی ابھی ہی جانا تھا۔اب دو گھنٹوں کے لیے آرام سے بیٹھ جاؤ' تم نے تو یوں ہی یہاں وہاں کھپا کر خود کی جان ہلکان کی ہوئی ہے' اس ننھی سی جان کو اور کتنی تکلیف دو گی۔" دادی نے میرا خیال کرکے کہا تھا۔میں نے سنے بنا سامان اٹھا کر بڑے سے ٹرنک میں ڈالنا شروع کردیا تھا۔

"منال رہنے دے نا بچی۔" دادی نے روکا تھا۔

"دادی ! میں کون سا محاذ لڑ رہی ہوں ' یہ فالتو کا سامان نکال کر ایک ٹرنک میں ہی تو بھر رہی ہوں۔اس میں بڑی بات کیا ہے؟" میں نے پروا نہ کرتے ہوئے سلسلہ جاری رکھا تھا۔دادی تھک کر تخت پر بیٹھ گئی تھیں اور اپنے دوپٹے کے پلّو سے خود کو ہَوا دینے لگی تھیں۔میں نے ان کی طرف دیکھا تھا اور مجھے غصہ سسٹم پر آیا تھا' ہم اس ملک کے شہری تھے جہاں مسائل بے انتہا تھے اور ایسا نہیں تھا کہ وسائل کم تھے مگر ان کو استعمال کر کے کھانے والے اس سے بھی زیادہ تھے۔ہمارے عظیم سیاستدان جو کسی اژدھے کی طرح منہ کھولے اس ملک کو ہڑپنے کے لیے ہر لمحہ تیار کامران رہتے تھے۔مسٹر جناح کے کہے پر کچھ اور عمل کیا ہونا کیا ہو' یقین ' استحکام' تنظیم اس پر پورے طریقے سے عمل پیرا تھے ' اوپر سے نیچے تک کے سسٹم میں خرابی ہر جگہ تھی اور چھوٹی موٹی بھی نہیں تھی۔چھوٹے بڑے سارے سیاستدان ایکے کے ساتھ ملک کو نوچ نوچ کر کھا رہے تھے۔اب ہماری معصوم دادی کو یہ بات

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کون بتاتا کہ کرپشن کہاں زیادہ ہے اور کہاں کون کتنا کھا رہا ہے۔وہ بھولی تھیں ان کی توجہ صرف گھریلو امور پر تھی۔بجلی کے جانے اور آنے پر تھی یا پھر گیس بجلی کے لمبے بلوں پر' مگر اس سے زیادہ سنگین مسائل جو اس ملک کو درپیش تھے ان پر ان کی توجہ نہیں تھی۔دیکھا جائے تو ہماری ساری عوام بھی میری دادی کی ہی طرح معصوم اور بھولی بھالی ہے اور بھولے بھالے لوگوں کو دھوکا دینا سب سے آسان ہوتا ہے۔چالاک لوگ اس بھولے پن کا فائدہ اٹھاتے ہیں اور بھرپور اٹھاتے ہیں۔سیاست میں لوٹ کھسوٹ سے لے کر سسٹم کی خرابیوں تک' ہر کوئی جس جگہ تھا بھرپور فائدہ اٹھا رہا تھا اور پیٹ بھر کر کھا رہا تھا اور بے وقوف کون بن رہا تھا بے چاری عوام۔تیسری دنیا کے ممالک نے شاید قسم کھالی تھی کہ اپنے آپ کو کبھی نہیں بدلنا' کنویں کے مینڈک کی طرح کنویں میں ہی جینا ہے اور کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیے رکھنا ہے۔ آہ! شاید اس قوم کو بھی کئی ڈر ورثے میں ملے تھے۔مجھے سمجھ نہیں آیا

تھا میں اتنا زیادہ کیوں سوچ رہی تھی مگر میں نے سر اٹھا کر دیکھا تھا تو سعادت اپنے پیلے پیلے دانت نکالے مجھے دیکھ رہا تھا۔

”چھوٹی بی بی اور کتنا بھریں گی اس ٹرنک کو؟ اس میں گنجائش نہیں ہے، باقی کا سامان میں دوبارہ آکر لے جاؤں گا۔“ سعادت نے مشورہ دیا تو میں سر ہلاتے ہوئے وہاں سے نکل آئی۔ منہ ہاتھ دھو کر ٹیرس پر آئی تو کچھ گھٹن کا احساس کم ہوا۔ میں نے کھل کر ابھی سانس بھی نہیں لی تھی جب ہانیہ چائے کے مگ لے کر میرے سامنے آن کھڑی ہوئی۔

”تمہیں عادت ہے اپنی انرجی اس جگہ ویسٹ کرنے کی، جہاں ضرورت بھی نہ ہو؟“ اس نے چائے میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا تھا اور میں نے حیرت سے اسے دیکھا۔

”اب میں نے کیا کیا؟“

”کیا ضرورت تھی کاٹھ کباڑ اٹھانے کی؟ میں کردیتی نا۔“ ہانیہ میرا خیال کرتی ہوئی بولی۔

”کوئی بڑا معرکہ نہیں مارا میں نے ہانیہ! چھوٹی سی مدد ہی تو کی ہے اور اس سے کچھ نہیں جاتا۔“ میں نے ایک گہری سانس خارج کرتے ہوئے چائے کا سپ لینے کو منہ سے کپ لگایا تھا، ہانیہ نے اپنا منہ کھولا تھا۔

”وہ تم سے ایک بات کہنا تھی، اماں نے کہا تھا تمہیں بتادوں۔ رشتہ آیا ہے تمہارا، کچھ لوگ دیکھنے آرہے ہیں، تیار رہنا۔“ وہ مسکرارہی اور میں ساکت رہ گئی۔

"اس گھر میں پہلے ہی مسائل کیا کم ہیں کہ ایک کا اضافہ مزید کرنا ضروری ہے؟ کتنا عرصہ ہوا ہے مجھے یونیورسٹی ختم کیے اور اس نئی جاب کو شروع کیے ہوئے؟ تم لوگوں کے لیے کرنا چاہتی ہوں میں کچھ۔ ابا کی فکروں کو کم کرنا چاہتی ہوں اور تم لوگ ہو کہ مسائل دگنا کرنے کی کوششیں کررہے ہو۔ ابھی وقت ہے میرے پاس' اماں سے کہو مجھے اویل کرنے دیں' مجھے خوشی ہوگی اگر میں تم لوگوں کے لیے کچھ کرپائی۔"

"ریلیکس منال جعفری! ایسا کوئی ایٹم بم پھوٹنے نہیں جارہا' تم ہر وقت ڈرتی کیوں رہتی ہو؟ کوئی دیکھنے ہی آرہا ہے نا' کوئی گاجر مولی تھوڑی نا ہو تم کہ اٹھا کر منہ میں رکھ لے گا۔ اتنی ذہین لڑکی ہو' پوزیشن ہولڈر ہو' پُراعتماد ہو' خوب صورت بھی ٹھیک ٹھاک ہو۔ مجھے تمہارے ڈر سمجھ نہیں آتے' مگر مجھے لگتا ہے کہ جتنے ڈر اپنے اندر بٹھادو اور ڈرتے رہو' سوچتے رہو کہ ایسا ہوجائے گا تو ویسا ہو بھی جاتا ہے۔"

"مجھے ڈر نہیں لگتا ہانیہ جعفری! مگر آئی ہنڈ ٹائم' آئی ہیو ٹو بی فوکسڈ۔ خیر میں تم سے کیوں کہہ رہی ہوں' مجھے یہ بات اماں سے کہنا چاہیے؟" میں پُراعتماد انداز میں بولی۔

"اماں سے کیا کہوگی' اماں کی خود کی کوئی مرضی ہے بھلا؟ وہ تو ابا کے ڈر میں جیتی ہیں' ابا نے اماں سے کہا ہوگا' اماں نے مجھے کہا اور میں نے تم تک پیغام پہنچادیا' اب اماں سے بحث مت کرنا' ان کی جان یوں بھی سولی پر اٹکی رہتی ہے۔" ہانیہ مجھے سمجھاتی ہوئی بولی۔

"اماں نے ہم دو بیٹیوں کی جگہ کوئی ایک ہی بیٹا پیدا کیا ہوتا تو آج اتنی ڈری سہمی نہ ہوتیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتا بیٹا اتنا ضروری کیوں ہے؟ یہ دقیانوسی سوچ کب تک دماغ میں گھر کیے رہے گی کہ تبدیلی صرف بیٹا لاسکتا ہے اور بیٹی نہیں؟ میں اگر کماتی ہوں اپنے پیروں پر کھڑے رہنے کی کوشش کررہی ہوں تو مجھے اس طرح اپری شی ایٹ کیوں نہیں کیا جارہا' جس طرح بیٹے کو کیا جاتا ہے؟ بیٹے کے سر پر سینگ

ہوتے ہیں جو بیٹی کے سر پر نہیں ہوتے؟" میں نے غصے سے کہا تھا اور ہانیہ مسکرادی تھی۔

"اتنا غصہ کیوں آتا ہے' ٹھیک تو ہے اگر کوئی بھائی ہوتا تو آج ابا کا سہارا بنا کھڑا ہوتا۔ ہم دو ہیں' بیٹیاں بوجھ نہ بھی ہوں مگر ایک ذمے داری تو ہوتی ہے نا۔ اماں ابا کو تمہاری فکر ہے' میری فکر ہے۔"

"آہ فکر ہے' لڑکا دیکھنے آرہا ہے' شادی کی فکریں ستارہی ہیں اور شادی ہوگی کہاں سے؟ ابا کی جتنی سیونگ تھی ہم دونوں کی پڑھائی پر نکل گئی۔ گھر کیسے چل رہا ہے ہم سب جانتے ہیں' جانتی ہو لڑکے والے کتنی ڈیمانڈز کرتے ہیں؟ منہ پھاڑ کر مانگتے ہیں ڈھٹائی سے' بے شرمی سے' کہاں سے لاؤ گے اتنا؟" میں نے توجیح دی تھی اور ہانیہ کھلے منہ سے مجھے دیکھتی رہ گئی۔

"مجھے پہلے اس گھر کے لیے بہت کچھ کرنا ہے۔ میں اماں سے خود بات کروں گی۔" میں نے تعرض کیا تو ہانیہ نے مجھے گھورا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"تمہیں اتنا اعتراض ہے' شادی تھوڑا ہو رہی ہے ابھی کوئی دیکھنے ہی بھی تو آرہا ہے۔"

"بالکل' دیکھنے آرہا ہے اور میں کوئی بھیڑ بکری نہیں ہوں مجھے نفرت ہے اسے کلچر سے جہاں لڑکی کو تیار کر کے لڑکے یا پھر لڑکے والوں کے سامنے لایا جاتا ہے۔ لڑکی نا ہوئی بکرا منڈی میں رسی سے بندھا کوئی جانور ہوگئی۔ آؤ اور دیکھو بھالو' پسند کرو پسند نا آئے تو اگلی سمت بڑھ جاؤ یہ جو رشتہ کرنے کا کونسپٹ ہے نا انتہائی دقیانوسی ہے اور مجھے اس ٹرالی کلچر کا حصہ نہیں بننا۔ تم ٹینشن مت لو' اماں سے بات میں خود کرلوں گی۔" میں نے ہکا بکا میری سمت تکتی ہانیہ کا چہرہ تھپتھپایا اور چائے کا کپ اسے تھما کر اپنے کمرے میں آگئی۔

...☆☆☆...

"مجھے سمجھ نہیں آتا منال جعفری! تمہارے اندر یہ انقلابی روح کہاں سے آئی ہے مگر تم ان لوگوں میں سے ہو جو ایک ہی پل میں چھڑی گھما

کر پورے سسٹم کو بدلنا چاہتے ہیں۔یہ سوچ غلط نہیں ہے مگر کسی دیوانے کے خواب جیسی ہے۔تم اپنے آنے والے پروپوزل رد کر رہی ہو؟ کوئی ریزن ہے کیا؟" عالیان ملک نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے اس کی سمت سرسری نظر ڈالی تھی۔وہ اسے گھورنے لگی تھی۔

"تم نے یہ آفس تک چھوڑنے کی پیش کش یہ سوچ کر کی تھی کہ تم ایک گہرے راز سے واقفیت پا لو گے؟"

"آہ، مجھے رازوں تک رسائی پانے کا کوئی جنون نہیں۔بس حیرت ہے محترمہ اگر وقت پر کوئی اچھا رشتا آرہا ہے تو اسے رد کر کے کوئی نقصان مت کرو، یوں بھی آج کل اچھے رشتے ملتے کہاں ہیں اور یوں بھی کوئی

اتنا خوب صورت تو ہے نہیں کہ دنیا بھلا دے؟" وہ مسکراتے ہوئے چھیڑ رہا تھا وہ اسے گھورنے لگی۔

"صبح صبح یہی سب سنانے کے لیے لفٹ دی تھی؟ مجھے پتا ہوتا کہ یہ سب ہونے والا ہے تو رکشہ کر لیتی۔"

"اماں کو ملنا تھا تم سے، کافی دن سے تم نے چکر نہیں لگایا تو شاید وہ تمہیں مس کر رہی تھیں۔" عالیان ملک نے کہا تھا تو وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟" وہ مسکرایا۔

"اماں کا پیغام تم تک پہنچایا ہے غلط کیا ہے؟ خیر تم نے کچھ نوٹس نہیں کیا؟"

"کیا میں نے نوٹس نہیں کیا؟" وہ چونکی تھی وہ ونڈ اسکرین سے نگاہ ہٹا کر اسے دیکھنے لگا۔

"میری نئی کار؟" وہ جتاتا ہوا بولا۔

"آہ' اس میں بڑی بات کیا ہے؟ روز کئی لوگ نئی گاڑی لیتے ہیں۔ تم ہر چھوٹی بڑی بات کیسے لیے داد وصول کرنا کیوں چاہتے ہو؟" وہ سرسری لہجے میں بولی تو وہ مسکرادیا۔

"اچھا لگتا ہے تم سے سننا کھری کھری۔ مزا دیتی ہیں۔" وہ بغور اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ وہ خاموشی سے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ عالیان ملک اس کے چہرے سے نظر ہٹا گیا اور گہری سانس خارج کر کے بولا۔

"مجھے لگا تمہیں میری کامیابی پر خوشی ہوگی۔ مگر تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ خیر میں تمہیں اور اماں کو گھر چھوڑ دوں گا۔" منال جعفری نے اس کی سمت دیکھا۔ وہ کچھ افسردہ دکھائی دیا۔

"مبارک ہو! مجھے نہیں پتا تھا تم یہ گاڑی مجھے دکھانے لائے ہو۔" وہ مسکرائی۔

"آہ' روبوٹ مسکرا بھی سکتا ہے؟ منال جعفری تمہیں دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے تم ایک جیتی جاگتی لڑکی ہو پکی ہوئی بڑھی روح ہو' مشین لگتی

ہو مجھے... مجھے حیرت ہوگی اگر کوئی کہے کہ تمہارے پاس کوئی دل بھی ہے اور وہ دل دھڑکتا بھی ہے عظیم ہوگا وہ شخص جس کے ساتھ زندگی بسر کرو گی' بے چارہ ... سوچ کر افسوس ہوتا ہے۔ فولاد سے بنا ہوگا یقینا لو ہے کا جگر ہوگا اور مجھے حیرت اس بات پر ہے وہ تمہیں جھیلنے کا ہنر رکھتا ہوگا' بے چارہ۔" وہ افسوس کر رہا اور منال جعفری بنا کوئی تاثر دیے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"تمہیں یہ جان کر خوشی ہوگی یقینا کہ فی الحال اور تاحال اس بندے کا دور دور تک کوئی نام و نشان نہیں ہے۔ اور شاید ہو بھی نا' فی الحال یہاں کوئی کہیں نہیں جا رہا مجھے اپنی فیملی کے لیے بہت کچھ کرنا ہے ابھی' ابا بہت فرسٹ ٹریڈڈ رہتے ہیں مجھے ڈر ہے وہ خود کو کوئی نقصان نہ پہنچالیں۔ اچھا یاد دلایا تم نے مجھے' انہیں ڈاکٹر کے پاس بھی لے کر جانا ہے کل اپائنٹمنٹ لوں گی مجھ پر اپنی فیملی کی ذمہ داری ہے بہت سے مسائل ہیں میں فی الحال اپنے لیے سوچنا نہیں چاہتی۔ ابا کی ذمہ داریوں کو

پورا کرنا ہے۔میں چاہتی ہوں انہیں یہ قلق نہ ہو کہ بیٹا نہیں ہے یا بیٹا ہوتا تو یہ کرتا وہ کرتا بڑھاپا اچھا گزر جاتا۔میں انہیں سوچنے پر مجبور کرنا نہیں چاہتی کہ بیٹیاں صرف بوجھ ہوتی ہیں۔میں انہیں تحفظ کا وہی احساس دلانا چاہتی ہوں جو ایک بیٹا دلا سکتا ہے میں ان کے بڑھاپے کی لاٹھی بننا چاہتی ہوں انہیں فنانشل اسٹے بل کرنا چاہتی ہوں۔وہ کاروبار ختم ہوجانے کے بعد بہت برے ذہنی دور سے گزر رہے ہیں۔اگر میں ان کی حالت نہیں سمجھوں گی تو یہ نا انصافی ہوگی۔انہوں نے میری انگلی تھام کر قدم قدم چلنا سکھایا ہے' کچھ ذمہ داری میری بھی بنتی ہے نا۔ بیٹیاں بیٹوں سے کم نہیں ہوتیں۔میں انہیں اس ڈارک فیز سے باہر لانا چاہتی ہوں۔سو فی الحال اس فولادی مین کی تلاش کا کوئی ارادہ نہیں۔" وہ ایک عزم سے بولی تھی۔عالیان ملک اسے دیکھتا کر رہ گیا۔وہ لڑکی اسے ہمیشہ حیران کرتی تھی اور ہر بار وہ یہی سوچتا تھا وہ اس کی کس بات سے زیادہ حیران ہے یا متاثر ہے وہ دھان پان سی لڑکی اپنے اندر حیرتوں کا

ایک جہاں بسائے پھرتی تھی اور وہ اس حیرت کدے میں گم صم کھڑا اسے بس حیرت سے تکتا تھا۔وہ کیسی دکھتی تھی' کیسے سوچتی تھی وہ ان باتوں سے ماورا ہو کر اسے دیکھتا تھا اور وہ اسے اندر الجھاؤں میں الجھانے لگی تھی۔وہ اسے بچپن سے دیکھ رہا تھا۔ہر روز ملتا تھا اور اسے نیا پاتا تھا۔مگر وہ کبھی اس کا نوٹس نہیں لیتی تھی اور عالیان ملک کو لگتا تھا نہ اس کے پاس کوئی دل ہے نا احساس' نا جذبات' وہ دماغ رکھتی تھی بس اور وہ اسے زچ کرتا رہتا تھا مگر وہ ہمیشہ بہت پرسکون دکھائی دیتی تھی۔جیسے اس کی کسی بات سے کوئی فرق نہ پڑتا ہو۔مگر اس کے پاس ایک جواز ہوتا تھا۔ہر بات کے لیے ایک معقول وجہ۔وہ اسے توجیحات بتاتی تھی۔ترجیحات جتاتی تھی اس کے' 1001 پلانز تھے اور اس کے کسی ایک پلان میں بھی اس کا گزر نہیں تھا۔وہ ایسی کیوں تھی؟ ویسی کیوں نہیں تھی جیسی وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا؟ وہ اسٹرونگ تھی اپنے پیروں پر کھڑی تھی زمین پر اپنے پیر ہمیشہ مضبوطی سے جمائے رکھنا چاہتی تھی۔

اسی مضبوطی سے کھڑے رہنا چاہتی تھی۔ پھر بھی اس کا دل جانے کیوں چاہتا تھا کہ وہ ایک بار اس کا ہاتھ تھامے اور اسے اور بھی مضبوطی سے اس کے قدموں پر کھڑا کردے یا پھر اسے

احساس دلائے کہ اس کے لیے کچھ اور بھی ضروری ہے کچھ بہت اہم جو اس کی زندگی میں ناپید ہے اور جس کی ضرورت اشد ہے وہ اس کے دل کو دھڑکانا چاہتا تھا مگر اسے لگتا تھا ایسا ناممکن ہے وہ ناقابل تسخیر تھی علاقہ ممنوع تھا اس راہ تک اس کا گزر بھی نہیں تھا۔

...☆☆☆...

منال جعفری نے FAHENEHEIT 451 اٹھائی تھی اور ابا کے کمرے میں آگئی۔ ابا نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ وہ کچھ دیر تک خاموشی سے کھڑی انہیں دیکھتی رہی پھر چیئر کھینچ کر ان کے قریب بیٹھ گئی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"ابا' میں آج واپس لوٹ رہی تھی تو آپ کی فیورٹ بک پر نظر گئی آپ کو یہ کتاب پسند ہے نا۔ یاد ہے آپ کو' آپ سے یہ کتاب کھو گئی تھی میں نے اکثر آپ کو اس کے لیے متفکر پایا تھا۔ آج نظر پڑی تو فوراً آپ کے لیے لے لی۔ آپ کہیں تو پڑھ کر آپ کو سنادوں؟" وہ نرمی سے مسکرائی تھی ابا نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

ایک کامیاب زندگی جینے کے بعد ناکامی کی طرف لوٹنا اور اونچائی سے گہرائی تک کا سفر کرنا شاید آسان نہیں ہوتا۔ وہ ابا کو جتانا نہیں چاہتی تھی کہ وہ ناکام ہو کر ناکارہ ہو کر گھر بیٹھ گئے ہیں۔ مگر وہ جب بھی کچھ اچھا کرنے کی کوشش کرتی تھی تبھی کچھ غلط ہوتا تھا ابا کی انا ہمیشہ آڑے آجاتی تھی یا اسے شدید زک لگتی تھی' وہ ان کا حصہ تھی۔ اس کا ارادہ غلط تھا۔ مگر دانستہ نادانستہ وہ ابا کے زخم ہرے کرجاتی تھی۔

"بیٹا! کیا ضرورت تھی اتنے پیسے خرچ کرنے کی؟ اس کتاب کی قیمت اتنی ہے کہ ایک ماہ کا راشن آجاتا۔ تمہارے ابا کماتے نہیں اب یہ

عیاشی جائز نہیں۔ تم بھی ہاتھ روک کر خرچ کیا کرو، ایک گھر میں بیٹھے بے کار آدمی پر اتنا خرچ کرنا دانش مندی نہیں۔ تم گھر کی واحد قابل کفیل ہو ہاتھ روک کر خرچ کیا کرو۔" ابا نے کتاب اس کے ہاتھ سے لیے بنا کہا۔

"ابا، اپنے پیاروں کے لیے کچھ کرنا ان کی خوشی کے لیے کچھ خرچ کرنا کتنا معنی رکھتا ہے؟ آپ بھی تو سوچے سمجھے بنا خرچ کیا کرتے تھے نا؟" وہ نرمی سے مسکرائی تھی۔ ابا مسکرا دیے۔

"سوچے سمجھے بنا خرچ کیا کرتا تھا تبھی تو آج یہ حال ہے کہ بیٹی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کا وقت آگیا ہے اگر عقل سے کام لیا ہوتا تو آج صورت حال مختلف ہوتی نا۔" وہ کڑے لہجے میں بول رہے تھے۔ منال جعفری کو افسوس ہوا تھا وہ کچھ بھی مزید کہہ کر انہیں کوئی احساس دلانا نہیں چاہتی تھی تبھی کتاب ان کے سرہانے رکھ دی تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"ابا، خوامخواہ کی ٹینشن مت لیا کریں آپ، جس پیڑ کو لگایا جاتا ہے اس کی چھاؤں میں بیٹھنے کے لیے آپ کو کسی طرح کی کوئی ٹینشن نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کے بچے آج جو بھی ہیں آپ کے باعث ہیں۔ آپ کو تو فخر کرنا چاہیے۔ انہیں آپ نے اتنا بلند تعمیر کیا ہے آج اگر اتنی اچھی پوسٹ پر ہوں اچھی جاب کر رہی ہوں تو اس کا سبب بھی تو آپ ہیں۔ اتنے ڈھیر سارے لوگوں کی قطار میں جب مجھے یقین بھی نہیں تھا کہ یہ جاب مجھے ملے گی یا میری انٹرویو کی باری بھی آئے گی کہ نہیں تب کمپنی کے ایک ڈائریکٹر نے مجھے دیکھا تو فوراً قریب آکر کہا۔

"تم تو جعفری کی بیٹی ہو نا؟ یہاں قطار میں کیوں بیٹھی ہو بیٹا، اندر آؤ توقیر جعفری کے تو کئی احسان ہیں ہم پر۔ اگر ان کو خبر ہوئی کہ ان کی بچی کو ہم اس طرح قطار میں بٹھا کر جج کر رہے ہیں تو انہیں اپنی قابلیت پر شبہ ہوگا۔" وہ دن تھا جب میں نے اس آفس میں قدم ہی نہیں رکھا تھا۔ میں نے کامیابی بھی اپنا مقدر کرلی تھی اور یہ کس باعث

ممکن ہوا تھا؟ ابا یہ آپ کے باعث تھا وہ ڈائریکٹر آپ کو جانتے تھے تبھی مجھے یہ جاب ملی۔ آپ نے نام بنایا عزت کمائی' پیسا تو آنی جانی شے ہے آج ہے کل نہیں کیا فرق پڑتا ہے ابا۔ آپ ہی تو کہا کرتے تھے پیسے سے زیادہ اہم کئی اور چیزیں بھی ہیں آج آپ اتنا کمزور کیوں محسوس کرتے ہیں خود کو؟ آپ کے بچے آپ کے ساتھ کھڑے ہیں جب؟ عمارت خود بخود تو تعمیر نہیں ہوجاتی نا؟ اس کا کریڈٹ تو آپ کو ہی جاتا ہے؟" وہ جتا رہی تھی انہیں قائل کر رہی تھی۔ وہ خالی خالی آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے اور منال جعفری کو وہ گھڑی بہت کٹھن لگی تھی۔ وہ تھکنے لگی تھی ابا پر نفسیاتی دباؤ تھا وہ ڈپریشن میں تھے اور وہ انہیں اس کیفیت سے نکالنا چاہتی تھی مگر کیسے اور کس طرح؟ فی الحال اس کا سرا اس کے ہاتھ نہیں تھا۔

...☆☆☆...

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"یہ کیا بچپنا ہے منال؟ تم اس رشتے کے لیے منع کر رہی ہو جانتی ہو اس طرح رشتے ٹھکرانے کا انجام کیا ہوتا ہے' تنہا رہ جاؤ گی ایک دن۔" اماں نے میری کلاس لی تھی میں بچی نہیں تھی۔ مگر اماں اب بھی مجھے انگلی تھام کر بچوں کی طرح ایک ایک بات بتلانا چاہتی تھیں۔ جتا رہی تھیں' نفع نقصان گنوا رہی تھیں اور وہ بھول رہی تھیں کہ اگر میری شادی ہوجاتی تو پھر گھر کو کون چلاتا؟ ابا کی سیونگ پہلے سے خرچ ہوچکی تھی۔ جتنے اثاثے تھے وہ قرضوں میں نکل گئے تھے۔ ابا کی کمپنی کا دیوالیہ ہوا تھا تو سب جاتا رہا تھا اور اماں تھیں کہ ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ اگر میں چلی جاتی تو پھر گھر کس طرح چلتا؟ "دادی اماں کی طرح مت سوچ' سوچنے کی عمر نہیں ہے تیری' منہ پر پھٹکار کر گئی ہے کتنی بار کہا ہے اتنا مت سوچا کر ابھی ہم زندہ ہیں تیرے کاندھوں پر اتنا بوجھ

نہیں لاد سکتے جو فکریں ہماری ہیں انہیں ہمارے لیے رہنے دے ہماری ماں بننے کی کوشش مت کر۔" اماں نے میری بھرپور کلاس لی تھی مگر میں نے سر نفی میں ہلا دیا تھا۔

"اماں ' جب تک ہانیہ کی اسٹڈی پوری نہ ہوجائے تب تک یہ سلسلہ موقوف کر دیجیے آپ کو اگر رشتے کی بات کرنا ہے تو ہانیہ کی کریں' ہانیہ کو ان مراحل سے گزرنے اور اپنے پیروں پر کھڑا ہونے میں دیر لگے گی اور میں آل ریڈی اس پوزیشن میں ہوں میں چاہتی ہوں آپ ہانیہ کے لیے اس رشتے کو دیکھیں اگر معقول ہے تو بات پکی کردیں۔" میرے کہنے پر اماں ہکا بکا سی مجھے تکنے لگی تھیں۔مجھے پتا تھا اماں اس کے بعد ایک بڑے پیمانے پر جوابی کارروائی دینے والی ہیں تبھی میں

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کہہ کر کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔دادی چھت پر کبوتروں کو دانہ ڈال رہی تھیں میں ان کے پاس آن بیٹھی تھی۔

"دادی' ابا کو آپ کچھ سمجھائیں میں انہیں سائیکاٹرسٹ کے پاس لے کر جانا چاہتی ہوں مگر ان کو لگ رہا ہے وہ پاگل ہو رہے ہیں ذہنی دباؤ شدید ترین ہے اس لیے اس کی ضرورت ہے۔" میں کبوتروں کو دانہ ڈالتے ہوئے بولی تھی تو دادی میری طرف دیکھنے لگی تھیں۔

"منال بچی وہ بہت حساس ہو رہا ہے اس کیفیت میں کوئی بھی اتنا ذہنی دباؤ محسوس کرسکتا ہے۔خدا نہ کرے جو صورت حال اتنی شدید ہو مگر میں اسے سمجھاؤں گی پڑھا لکھا ہے اپنا صحیح غلط سمجھتا ہے اسے معلوم ہے اس ذہنی دباؤ کا مطلب پاگل پن نہیں ہے اگر صورت حال معمول پر ہوتی تو وہ اسے بہت نارمل لیتا مگر وہ ایک شدید ذہنی دباؤ کی کیفیت میں ہے جس میں بندہ پہلے سے زیادہ حساس ترین ہوجاتا ہے۔اب مجھے تو ان موٹی باتوں کی اتنی سمجھ ہے نہیں مگر اسے زیادہ توجہ کی

ضرورت ہے میں اسے سمجھاؤں گی تو فکر نہ کر۔" دادی نے کہا تو مجھے ڈھارس ہوئی تھی۔ابا دادی کی بات نہیں ٹالتے تھے۔وہ ہمیشہ ان کی مانتے تھے اور انہیں ماننا بھی چاہیے تھا اس لمحے اس کی شدید ضرورت تھی۔

...☆☆☆...

میں چیزوں کو ٹریک پر لانے کی کوشش کر رہی تھی اپنے الجھاؤں میں الجھی ہوئی تھی جب زندگی میں ایک نیا موڑ آیا تھا۔اس شام میں پھوپو سے ملنے گئی تھی وہ اِدھر اُدھر کی باتیں کر رہی تھیں ابا کے بارے میں پوچھ رہی تھیں۔میری کامیابی پر خوش تھیں مبارک باد دے رہی تھیں۔پھر انہوں نے بتایا تھا کہ وہ کئی جگہوں پر عالیان ملک کے رشتوں کی بات چلا رہی ہیں۔میں ہوں ہاں کر کے سر ہلا رہی تھی۔وہ اٹھ کر غالباً چائے لینے گئی تھیں جب وہ میرے سامنے آن کھڑا ہوا۔میرا انداز اتنا ہی پر اعتماد اور میں اسے اسی سرسری انداز سے دیکھ رہی تھی۔جیسے

اس کے دیکھنے سے مجھے کوئی فرق نہ پڑتا ہو جب وہ دو قدم بڑھا کر کچھ اور قریب ہوا تھا میں جو بہت اعتماد سے کھڑی تھی دو قدم الٹے پیر لے کر دیوار سے جا لگی تھی مگر وہ اسی جنون سے دیکھتا ہوا قدم اٹھا رہا تھا مجھے اس کے انداز پر حیرت ہوئی تھی۔

"کیا... کیا ہے یہ عالیان ملک؟" میں نے جتایا مگر اس نے خاموشی سے تکتے ہوئے دیوار پر ہاتھ ٹکا دیا اور مجھے خاموشی سے دیکھنے لگا۔میں اس کی ہمت پر آج حیران تھی۔وہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ کہتا رہتا تھا۔جتاتا رہتا تھا۔میں اس کے مزاج سے واقف تھی مگر آج وہ اتنا جنونی کیوں ہو رہا تھا میں سمجھ نہیں پائی تھی۔وہ بغور مجھے دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہے یہ عالیان ملک؟" میں نے ڈپٹا تھا۔اس نے شہادت کی انگلی بڑھا کر میرے منہ پر رکھ دی تھی اور مجھے اس کے اس فعل سے ایک شدید جھٹکا لگا تھا۔

"تمہاری توجہ پانا کوئی ایسا انوکھا معرکہ نہیں ہے منال جعفری میں چاہوں تو پل میں سب زیر و زبر کرسکتا ہوں مگر میں ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا ایسا مت سمجھو کہ مجھے برف پگھلنے کا انتظار کرنے کی ضرورت ہے میں وہ کلیہ جانتا ہوں جو تم میں ایک نئی جان پھونک سکتا ہے اور سارے وجود میں ہلچل مچا سکتا ہے۔" وہ عجیب لہجے میں کہہ رہا تھا۔اس کا لہجہ مدھم تھا جنونی، پاگل اس کا یہ روپ انوکھا تھا اور میری سمجھ سے باہر۔وہ کیا کر رہا تھا میں حیران تھی۔وہ اچھا دوست تھا ہم گھنٹوں ساتھ بیٹھ کر مسئلے مسائل ڈسکس کرتے تھے میں اپنے چھوٹے موٹے پرابلم اسی سے کہہ سن کر دل کا بوجھ ہلکا کرتی تھی۔مگر وہ ہمیشہ بہت نارمل دکھائی دیا تھا پھر آج اسے کیا ہو گیا تھا؟

"مجھے ایسے حیرتوں سے مت دیکھو منال جعفری جیسے تم سرے سے کچھ جانتی ہی نہیں ہو اب اتنی بھولی نہیں ہو تم یا پھر میں یہ سمجھوں کہ میں وہ ہوں ہی نہیں جو تمہیں تمہارے ہونے کا احساس دلا سکتا ہے؟" وہ

سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھ رہا تھا۔اور میں شدید الجھنوں میں گھری اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔یہ اچانک سے اسے کیا ہو گیا تھا۔ وہ ایسی الجھی ہوئی باتیں کیوں کر رہا تھا؟ اچانک کھٹکا ہوا تھا شاید پھوپو کمرے میں آرہی تھیں وہ فوراً وہاں سے ہٹ کر پلٹا تھا اور پھر بنا میری طرف دیکھے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

"تم وہاں دیوار سے لگی کیوں کھڑی ہو؟ کیا ہوا؟" پھوپو نے پوچھا تھا میں نے سر نفی میں ہلا دیا تھا اور اپنا بیگ اٹھا کر شولڈر پر ڈالا تھا اور پھر چلتے ہوئے وہاں سے نکل آئی تھی۔عالیان ملک نے اتنا شدید ری ایکٹ کیوں کیا تھا؟ وہ بھی بنا کسی ایکشن کے ری ایکشن بات سمجھ سے باہر تھی۔مگر میں زیادہ سوچنا نہیں چاہتی تھی

...☆☆☆...

ڈنر کرتے ہوئے ڈائننگ روم میں قدرے خاموشی تھی۔عالیان ملک جیسے شدید الجھنوں میں لقمے زہر مار کر رہا تھا۔مسز ملک نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

”کیا ہوا تمہیں؟ اس طرح کیوں خاموش ہو؟“ مسز ملک نے پوچھا تھا۔

”آپ ہی تو کہتی ہیں جب کھاؤ تو خاموش رہو۔“ وہ سرسری انداز میں بولا تھا۔

”تمہیں کسی بات پر شدید غصہ ہے میں جاننا چاہتی ہوں وہ بات کیا ہے۔“

”آپ یہ اتنے سارے رشتے دیکھنے کا سلسلہ ترک نہیں کرسکتیں؟“ وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔

”آہ تو تمہارا پرابلم یہ ہے چاہتے کیا ہو تم؟ یہی کہا تھا نا تم نے کہ ایک بار اپنے پیروں پر کھڑے ہونے دیں پھر جہاں چاہیں کردیں؟“

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

مسز ملک نے کہا تھا۔عالیان ملک نے کھانے سے ہاتھ روک لیا تھا اور ان کی طرف دیکھنے لگا تھا وہ اس لمحے کوئی چھوٹا روٹھا ہوا بچہ لگ رہا تھا وہ اپنی کسی خواہش کا اظہار کرنا چاہ رہا تھا مگر کر بھی نہیں پارہا تھا۔جو کچھ الجھا ہوا دکھائی دیا تھا۔

”میں نے آپ کو کہیں بھی کرنے کو نہیں کہا تھا ممی! آپ بنا کہے آج تک سب چھوٹی بڑی خواہشوں کو جانتی آئی ہیں تو پھر آج کیوں نہیں سمجھ رہیں یا پھر آپ جانتے ہوئے بھی نظر انداز کرنا چاہتی ہیں اور جانتے ہوئے بھی انجان بننا چاہتی ہیں؟ آپ جانتی ہیں نا مجھے منال جعفری پسند ہے؟ میں اس کے ساتھ اپنی زندگی کا آغاز کرنا چاہتا ہوں اور پھر آپ یہ بے سمت کے راستوں کو کیوں میرے قدموں میں ڈال رہی ہیں؟ آپ کو اپنے بیٹے کی خوشی عزیز نہیں یا پھر آپ کوئی روایتی ماں بننا چاہتی ہیں؟ آپ کو خوف ہے کہ اگر وہ اس گھر میں آگئی تو پھر میں ڈی وائڈ ہوجاؤں گا؟“

"یہ کیا سوچ رہے ہو تم عالیان ملک! میرے بیٹے ہو تم' تمہاری خوشی کیوں عزیز نہیں ہوگی مجھے میں جانتی ہوں تم منال کو پسند کرتے ہو مگر منال فی الحال شادی کرنا نہیں چاہتی ہے۔وہ اپنے گھر کی ذمہ داریوں کو زیادہ اہم جانتی ہے' ابھی اس کے کاندھوں پر اس کی ذمہ داریوں کا بوجھ ہے۔لٹ ہر فنش اٹ' اسے اس کے مقصد سے مت ہٹاؤ۔" مسز ملک نے سمجھایا تھا۔

"آپ کو لگتا ہے مجھے اسے یہ سب کرنے دینا چاہیے اور خود کہیں اور شادی کرکے بیٹھ جانا چاہیے؟"

"تم ستائیس برس کے ہورہے ہو عالیان! تم کتنا انتظار کرسکتے ہو اس کے لیے اور اس کے انتظار کی حد کیا ہے؟ کیا جانتے ہو تم اس کے دل میں کیا ہے؟ اگر وہ تمہیں پسند نہیں کرتی یا اپنے شریک حیات کے زاویئے سے نہیں دیکھتی تو تم کیا کرو گے اس پر زبردستی کرسکتے ہو یا اٹھا کر زبردستی اس گھر میں لاسکتے ہو؟ تم اس کے لیے اپنی ماں سے

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

الجھ رہے ہو جس کے دل کی بات بھی تم نہیں جانتے اور جسے تم تو سمجھنے کا دعویٰ کرتے ہو مگر وہ تمہیں کتنے فیصد سمجھتی ہے؟ تم انتہائی بچکانہ رویہ اختیار کررہے ہو عالیان! یونیڈ ٹو بی پریکٹیکل! زندگی قیاس آرائیوں سے نہیں گزرتی اس کے لیے ایک مثبت لائحہ عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔" مسز ملک نے اسے حقیقت سے روشناس کرانا چاہا تھا اور وہ لمحہ بھر کو واقعی ساکت رہ گیا تھا۔اس نے منال جعفری کو کبھی نہیں بتایا تھا کہ وہ اسے کس طور سے چاہتا ہے یا اس کے لیے کیا سوچتا ہے اگر محبت تھی بھی تو کہیں دبی دبی سی تھی' وہ اسے کبھی جتا نہیں پایا تھا۔ بتانے کا مرحلہ بھی نہیں آیا تھا مگر اس نے سوچا تھا کہ جب چاہے گا اسے بتادے گا' حاصل کرکے اپنی زندگی میں شامل کرلے گا' اسے نہیں معلوم تھا کہ یہ سفر کچھ کٹھن بھی ہوگا یا اس میں کچھ کٹھنائیاں بھی ہوں گی تو اب مرحلہ یہ تھا کہ اسے اس سے پوچھنا تھا اور اگر وہ انکار کردیتی تو؟ تو وہ کس طرح اماں کو قائل کرتا؟ وہ سمجھ نہیں پایا تھا کہ

اب اگلا قدم کیا ہوگا۔اگر اسے محبت تھی تو ان تمام مراحل سے اسے ثابت قدمی سے گزرنا تھا۔

...☆☆☆...

”منال! تمہیں نہیں لگتا زندگی میں کہیں کچھ مسنگ ہے اور کہیں کسی چیز کی ضرورت ہے؟“ ہانیہ نے کباب منہ میں رکھتے ہوئے کہا تھا۔تو وہ اسے حیرت سے تکنے لگی تھی۔

”کس شے کی کمی ہے؟ کچھ چاہیے تمہیں؟“ وہ کسی قدر ٹیکنیکل انداز میں بولی تھی۔ہانیہ نے کتاب بند کرتے ہوئے اسے پُرافسوس انداز میں دیکھا تھا اور پھر اس کی سمت کباب کی پلیٹ بڑھادی تھی۔

”تم نے غور کیا ہے؟“ ہانیہ نے پوچھا تھا۔

”کباب کا؟ اس میں نیا کیا ہے؟ اماں ایسے کباب کئی سالوں سے بنارہی ہیں اس میں حیرت کی بات کیا ہے؟“ وہ سرسری انداز میں بولی تھی۔

”میں کباب کی بات نہیں کررہی منال! تمہاری ہی بات ہے تم ہو تو لڑکی، سنتی اپنے دل کی نہیں، دماغ کہاں ہے اور ہر بات کو غیر جذباتی انداز میں لیتی ہو۔تمہارے لیے جذبات کی کوئی ویلیو ہی نہیں ہے جیسے، کبھی کبھی تو مجھے حیرت ہوتی ہے کہ تم لڑکی بھی ہو کہ نہیں۔میں تمہیں یہ جتانے کی کوشش کررہی ہوں کہ باہر بارش ہورہی ہے اور بارش ہونے سے دل کے اندر ایک تازگی کا احساس ہوتا ہے جو روح تک کو ایک دلکشی سے بھر دیتا ہے مگر تمہیں یہ دکھائی نہیں دیتا۔تمہیں تو اس سے بھی کوئی سروکار نہیں کہ باہر بارش بھی ہورہی ہے کہ نہیں؟“ ہانیہ نے اسے لتاڑا تھا۔

"بارش میں کیا خاص بات ہے ہانیہ! بادل پانیوں سے بوجھل ہوجائیں گے تو کہیں تو برسیں گے نا؟" وہ جذبات سے عاری انداز میں بولی تھی اور چلتی ہوئی باہر آگئی تھی تبھی بارش پر نگاہ پڑی تھی' تواتر سے گرتی ہوئی بوندیں اور بوندوں کی تروتازگی' جانے کیا ہوا تھا کہ وہ پہلی بار آہستگی سے چلتی ہوئی ٹیرس پر آئی تھی۔ہاتھ پھیلا کر بوندوں کو ہتھیلی پر محسوس کیا تھا' اس تازگی کو اس سے پہلے جیسے اس نے نہیں چھوا تھا' اس نے سر آسمان کی طرف اٹھایا تھا چہرہ بہت سی بوندوں سے اَٹنے لگا تھا۔وہ آنکھیں میچ گئی تھی' کچھ لمحے گزرے ہوں گے جب آہٹ ہوئی تھی اس نے پلٹ کر دیکھا تھا۔عالیان ملک اس کے پیچھے کھڑا تھا۔کوئی خواب سا احساس تھا یا حقیقت؟ وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔وہ سر جھٹک کر چلتی ہوئی کمرے کی طرف بڑھ جانا چاہتی تھی جب ہاتھ اس کے ہاتھ کی گرفت میں آگیا تھا اور وہ جیسے ہزار ہا لمحوں میں بندھ گئی تھی۔وقت کی نبض جیسے تھم گئی تھی۔یہ پہلا احساس تھا جس نے اسے چھُوا تھا' وہ

ساکت سی اس کی سمت تک رہی تھی جب عالیان ملک نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔وہ کسی کچی ڈور سے بندھی اس کی طرف آئی تھی۔ایک پل کے پل میں کیا ہوا تھا وہ سمجھ نہیں پائی تھی' سمجھی تھی تو بس اتنا کہ اس کا وجود کسی حصار میں تھا' وہ گرم گرم سانسوں کو اپنے چہرے پر محسوس کررہی تھی۔

"مجھے آزمائشوں سے الجھن ہوتی ہے' ضرب تقسیم جیسے سوالوں میں زندگی گزارنے کا کوئی تجربہ نہیں ہے مجھے۔میرے پاس ہزار ہا لفظ ہیں نا کوئی داستان' مگر میں چاہتا ہوں تم میری آنکھوں میں غور سے ایک بار دیکھو اور پھر اس بات کا فیصلہ کرو کہ تم کیا چاہتی ہو اور محبت زندگی کے لیے کتنی ضروری ہے۔کیا کروں تمہارے ساتھ رہتا رہتا تمہارے جیسا ہوگیا ہوں' بورنگ' غیر جذباتی' مگر محبت سب بدل دیتی ہے۔اس کا تجربہ ان دنوں کررہا ہوں' میں چاہتا ہوں تم بھی اس تجربے سے گزرو۔ تمہارے ساتھ فلرٹ نہیں کررہا' جھوٹے سچے خواب نہیں دکھارہا مگر

صرف یہ جتارہا ہوں کہ تمہارا وجود میری زندگی کے لیے کتنا ضروری ہے۔میں تمہارا ہاتھ تھام کر زندگی کی طویل راہ پر تمہارے ساتھ چلنا چاہتا ہوں، پھر چاہے کتنے اونچے نیچے موڑ پڑیں یا کٹھنائیاں آئیں مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا، تم ساتھ ہوگی تو تمام مرحلے دشواریاں طے کرنے کا حوصلہ آجائے گا۔میں تمہارا جواب جاننے کا متمنی ہوں منال جعفری! تمہارے دل کی سننا چاہتا ہوں، اس بار اپنے دماغ کو چپ کروادو اور دل کی سننے کی کوشش کرو، میں چاہتا ہوں تم اپنے دل کی موجودگی کا احساس کرو، تمہارے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ تم ایک دل بھی رکھتی ہو اور وہ دل کچھ تو چاہتا ہوگا؟" وہ ساکت سی اسے دیکھ رہی تھی، برستی بارش میں اس کے ساتھ کھڑی تھی۔بارش کا یہ پہلا احساس تھا جو اس گھڑی اسے چھو رہا تھا۔اس کی کلائی پر اس کی گرفت ایک جلتا ہوا الاؤ تھی جیسے اس کا وجود جیسے انگاروں کے دہانے پر تھا۔یہ پہلا احساس تھا کچھ تجربہ کرنے کا، محسوس کرنے کا، وہ جیسے ان باتوں سے نابلد تھی،

انجان تھی اور اس انجانے پن میں اس گھڑی جیسے کوئی شگاف پڑا تھا، وہ روشنائی کے موسم سے آشنا ہوئی تھی پہلی بار ایسا لگا تھا کہ موسموں کی بھی کوئی وقعت ہے اور لفظوں کا بھی کوئی طلسم ہے۔وہ کتنی دیر اس کے حصار میں گم کھڑی اسے تکتی رہی تھی پھر جانے کیا ہوا تھا کہ اس نے بازوؤں کے حصار کو اپنے گرد سے توڑا تھا اور الٹے قدموں چلتی ہوئی دور ہوئی تھی اور پھر چلتی ہوئی وہاں سے نکل گئی تھی۔عالیان ملک کو اس پر حیرت نہیں تھی، وہ جانتا تھا وہ کیسا مزاج رکھتی تھی۔وہ اسے وقت دینا چاہتا تھا، مگر وہ مطمئن تھا، شاید محبت اتنی ہی پُریقین ہوتی ہے یا پھر اتنی ہی خوش فہم؟ وہ نہیں جانتا تھا مگر وہ ہار ماننا نہیں چاہتا تھا۔

...☆☆☆...

منال جعفری خود میں اتنی الجھی ہوئی اور کھوئی ہوئی تھی کہ آج ہونے والی بورڈ میٹنگ کو بھی فراموش کر بیٹھی تھی، وہ اپنے آفس میں تھی جب مسز قمر نے آکر مطلع کیا تھا۔

"آپ کو آج کی بورڈ میٹنگ میں شریک نہیں ہونا؟" تب وہ چونکی تھی اور سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔اس بورڈ میٹنگ میں آج کچھ اہم فیصلے ہونا تھے۔کمپنی کی کارکردگی کے بارے میں اور شاید کچھ مزید بھی' وہ فائل اٹھا کر چلتی ہوئی کانفرنس روم کی طرف آئی تھی۔دروازہ کھولا تھا تبھی وہ کسی سے ٹکرائی تھی' ٹکرانے والے نے اسے سنبھالا تھا۔اس نے سر اٹھا کر دیکھا تھا' منال جعفری نے سنبھل کر دیکھا تھا' اس کے سامنے اونچا لمبا سوٹڈ بوٹڈ کوئی شخص کھڑا تھا' جسے اس سے قبل اس نے قطعاً اس آفس میں نہیں دیکھا تھا۔وہ یقینا نیا تھا اس کمپنی کا نہیں تھا۔

"آئی ایم سوری' غلطی میری ہے۔" وہ بہت الجھے ہوئے انداز میں بولا تھا۔منال جعفری نے سر ہلایا تھا اور پھر اس کے قریب سے ہو کر اندر داخل ہو گئی تھی' وہ یوں ہی اپنے کام سے کام رکھنے کی عادی تھی۔اسے اطراف میں ہونے والی سرگرمیوں کے بارے میں کوئی تجسس نہ تھا اور اگر کوئی نیا بندہ آفس میں اپائنٹ ہوتا ہے تو اس سے اسے کوئی غرض

نہیں تھی۔وہ بہت مطمئن سی چلتی ہوئی اپنی سیٹ پر آن بیٹھی تھی اور فائل کھول کر دیکھنے لگی تھی۔وہ چونکی تب تھی جب چیئرپرسن اندر آئے تھے تب اس نے دیکھا تھا وہ شخص اس کے عین سامنے بیٹھا تھا' ایک سرسری نگاہ کے بعد منال جعفری نے دوسری نگاہ اس پر ڈالنا گوارہ نہیں کی تھی کہ اسے اس سے سروکار نہیں تھا مگر وہ محسوس کرسکتی تھی وہ اس کی جانب متوجہ تھا اور بارہا راسے دیکھ رہا تھا۔جس سے وہ کچھ ڈسٹرب ہو رہی تھی' وہ اپنی ساری توجہ میٹنگ اور ڈسکس ہونے والے اہم نکات پر رکھنا چاہتی تھی۔وہ اس کمپنی کا حصہ تھا یا نہیں وہ نہیں جانتی تھی مگر وہ چونکی تب تھی جب کمپنی کے چیئرپرسن نے اس بات

اعلان کیا تھا کہ وہ کمپنی کا نیا CEO ہے اور آج سے تمام اہم فیصلے وہی کرے گا' تب اسے پتا چلا تھا کہ وہ نیا چہرہ کمپنی میں کون آیا' وہ کمپنی کے چیئرپرسن کا بیٹا تھا۔

"منہاج شاہ!" وہ سب سے مبارک باد وصول کررہا تھا جب اس نے ایک سرسری نظر اس پر ڈالی تھی، کتنے لکی ہوتے ہیں لوگ، بنا بوئے کاٹتے ہیں، بنا کمائے عیش کرتے ہیں، فائدے حاصل کرتے ہیں، کیونکہ ان کے لیے راہیں ان کی گزشتہ نسلیں ہموار کرچکی ہوتی ہیں سو انہیں کچھ کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا اور ساری اسٹرگل آتی ہے متوسط طبقے کے حصے میں، جان مارنی پڑتی ہے تو مڈل کلاس کو، خواب کیا ہوتے ہیں، خوابوں تک رسائی کیسے ہوتی ہے اور کیسے ہر ضرورت کے لیے جان مارنی پڑتی ہے اس کا اندازہ صرف مڈل کلاس والے کرتے ہیں۔امیر ہونے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ پکی پکائی کھیر مزے سے بڑے آرام سے کھاتے ہیں، بنا محنت کیے۔اسے اس پوسٹ پر اپنے قدم جمائے رکھنے کے لیے سخت محنت کرنا پڑرہی تھی اور کوئی بڑے آرام سے آج CEO کی پوسٹ سنبھال رہا تھا۔وہ اپنی ہی سوچوں میں الجھی ہوئی تھی جب وہ اس کے قریب آن کھڑا ہوا تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"آپ اس کمپنی کے فنانشل ڈیپارٹمنٹ کو سنبھالتی ہیں؟ ڈیڈ بتارہے تھے آپ اپنی جاب کے ساتھ خاصی ایمان دار ہیں اور ذمہ داریوں کو بہت اچھے سے نبھارہی ہیں۔" وہ اس کمپنی میں آنے سے پہلے جیسے سب کچھ جانتا تھا، اسے حیرت نہیں تھی اس کمپنی کا مالک تھا وہ، یہاں آنے سے قبل اسے ہر بات سے یقینا مطلع کیا گیا ہوگا۔اس کے تعریف کرنے پر اس نے سر ہلادیا تھا، انداز پروفیشنل تھا وہ اس سے زیادہ سروکار یا واسطہ رکھنے کی عادی نہیں تھی۔وہ اپنے کام سے کام رکھتی تھی۔

"ویسے جس پوسٹ پر آپ ہیں، اس پر آنے کے لیے لوگ کافی محنت کرتے ہیں، تجربہ درکار ہوتا ہے، مجھے حیرت ہے اگر آپ اتنی کم عمری میں اس پوسٹ کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوئیں، آپ یقینا ذہین ہیں اور اس جاب کے لیے اہل بھی۔" وہ حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا، منال جعفری کچھ زیادہ نہیں کہہ سکی تھی۔

"میں جانا چاہتی ہوں' کافی کام باقی ہے۔" وہ گریز پائی سے بولی تھی' وہ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا اور وہ چلتی ہوئی اپنے روم کی طرف بڑھ گئی تھی' منہاج شاہ اسے جاتا دیکھتا رہا تھا۔جانے کیوں اسے وہ لڑکی دلچسپ لگی تھی' باقی سب لڑکیوں سے ہٹ کر بہت منفرد اور بہت خاص ایسی کیا بات تھی جو اسے دوسروں سے الگ بنا رہی تھی۔وہ نہیں جانتا تھا کہ کون سی خاص اٹریکشن اسے اپنے ساتھ باندھ یا جکڑ رہی تھی۔مگر یہ صرف اول اول کی بات تھی' وہ پہلی بار اس سے ملا تھا' پہلی بار میں ایسی کوئی کشش محسوس کرنا اسے خود حیرت میں مبتلا کررہا تھا مگر وہ اس بات سے انکاری نہیں ہوپارہا تھا کہ اس لڑکی میں کچھ تو خاص تھا۔

"یہ لڑکی منال جعفری کب سے کام کررہی ہے ہماری کمپنی کے لیے؟" وہ اپنے روم میں تھا جب پیون کافی دینے آیا تھا تو اس نے پوچھا تھا۔

"شاید پچھلے دو سالوں سے۔"

"دو سال... اور اتنی اہم پوزیشن تک رسائی ؟ اتنا دماغ ہے اس کے پاس ؟" پیون اس کی بات سمجھ نہیں پایا تھا' تبھی حیرت سے تکنے لگا تھا۔ اسے خود اپنی حماقت کا اندازہ ہوا تھا تبھی اسے جانے کا اشارہ کردیا تھا اور پھر کافی کے سپ لینے لگا تھا۔

...☆☆☆...

"اس پروپوزل کا کیا ہوا اماں؟ آپ نے اس کے لیے ہاں کردی تھی؟" اماں اس کے بالوں میں تیل ڈال رہی تھیں جب اس نے پوچھا تھا' اماں نے سر انکار میں ہلایا تھا۔

"تم اس کے لیے تیا ر نہیں تھیں او رہانیہ ابھی خود کو اس کے لیے تیار نہیں پاتی سو میں نے منع کردیا۔کیا فائدہ کسی کو گھر بلانے کا اور بلاوجہ بات آگے بڑھانے کا جب رشتہ کرنا ہی نہیں' تمہیں لوگوں کے سامنے چائے کافی لے کر نہیں جانا' ٹرالی کلچر سے تمہیں وحشت ہوتی ہے اور وہ ہانیہ تم سے کم نہیں ہے جو بڑی بہن کرتی ہے وہ بھی وہی کرتی ہے۔

اس نے بھی کہہ دیا میں بھیڑ بکری نہیں ہوں جو سج سنور کر چائے کی ٹرالی تھاموں اور لڑکے والوں کے سامنے اپنی نمائش لگانے پہنچ جاؤں' یہ آج کل کی لڑکیاں بھی نا' ایک ہمارا زمانہ تھا' اماں ابا نے جہاں رشتہ طے کردیا سو کردیا۔ہاں ناں کی گنجائش ہی نہیں نکلتی تھی' اتنی ہمت نہیں تھی کہ چوں چرا کرتے۔" اماں خفا تھیں وہ مسکرادی تھی' پلٹ کر انہیں دیکھا تھا اور پھر ان کے ہاتھ تھام لیے تھے اور نرمی سے مسکراتی ہوئی بولی تھی۔

"اماں آپ کی اولاد بھی نافرمان نہیں ہے مگر آپ ہی تو کہتی تھیں نا کہ میں آپ کی بیٹی نہیں بیٹا ہوں۔سو اس گھر کو ایک بیٹے کی ضرورت ہے' بیٹا جو گھر کو چلا سکے' سنبھال سکے اور اماں ابا کا خیال رکھ سکے' میں فی الحال شادی کے بارے میں نہیں سوچ سکتی' ابا کا علاج چل رہا ہے' انہیں ٹھیک ہونا ہے' مجھے خوشی ہوگی اگر میں اپنے سارے فرائض

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

پورے کرسکوں' مگر میں ہانیہ کو سمجھاؤں گی' وہ آپ کی بات سنے۔" اس نے سہولت سے سمجھایا تھا۔

"منال! تمہاری پھوپو سے کل بات ہوئی تھی؟ وہ عالیان ملک کے لیے تمہارا ہاتھ مانگ رہی ہیں' ان کا کہنا ہے کہ عالیان کو تم پسند ہو' وہ اپنی زندگی تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہے' مجھے معلوم

نہیں تھا تمہاری مرضی کیا ہے' سو میں نے کچھ نہیں کہا مگر میں نے کہہ دیا کہ سوچ کر جواب دوں گی' منال میں نہیں چاہتی تم کوئی غلطی کرو' اس طرح رشتوں کو ٹھکرانا عقل مندی نہیں' میں ماں ہوں میں تمہیں اس کا مشورہ نہیں دے سکتی' نا کوئی خود غرضی کرسکتی ہوں' بیٹے کی خواہش کسی ماں کو اندھا نہیں کرسکتی۔ہماری ضرورت بڑی ہے سہارا

بھی چاہیے مگر یہ خود غرضی ہوگی اگر میں تمہیں اپنے ساتھ باندھ کر رکھوں یا پھر فرائض کا بوجھ تمہارے کاندھوں پر ڈال دوں‘ میں یہ نا انصافی تمہارے ساتھ نہیں کرسکتی۔“ اماں نے نرم لہجے میں کہا تھا۔

منال جعفری کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ انہیں کیا جواب دے‘ وہ اپنا مستقبل خود ڈیسائیڈ کرکے انہیں تنہا نہیں چھوڑ سکتی تھی‘ وہ اتنی خود غرضی نہیں برت سکتی تھی‘ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ صحیح کررہی تھی یا غلط؟ یا پھر یہی صحیح فیصلہ تھا یا صحیح راہ تھی۔وہ سمجھ نہیں پارہی تھی مگر اسے خود کو اس راہ کے لیے وقف کرنا تھا اور اس راہ میں پھر چاہے کچھ اسے ملتا یا نہیں یا پھر کچھ ہاتھ آتا یا نہیں‘ وہ اپنے نقصان کی پروا کرنا نہیں چاہتی تھی‘ وہ اگر سوچ رہی تھی تو صرف اپنی فیملی کے لیے۔راہ کٹھن تھی‘ مشکل تھی مگر وہ اس راہ پر ثابت قدم رہنا چاہی تھی‘ قدم مضبوطی سے جمائے رکھنا چاہتی تھی مگر جانے کیوں آنکھوں کے سامنے عالیان ملک کا چہرہ آگیا تھا۔اس روز وہ بہت کچھ کہہ رہا تھا‘ اس کی

آنکھوں سے عجیب سی تپش نکل رہی تھی وہ اس کی گرفت سے جان سکتی تھی کہ اس کے اندر کتنے شوریدہ جذبات تھے یا وہ کتنا جنونی تھا وہ اس کی دیوانگی کو پہلے نہیں جان پائی تھی‘ مگر وہ شاید ہمیشہ بہت محتاط رہا تھا یا پھر دانستہ اس پر یہ سب عیاں ہونے سے گریز پارہا تھا۔وہ نہیں چاہتا تھا اسے اس کی خبر ہو‘ تو کیا وہ واقعی اس کے لیے کچھ سوچتا تھا؟ محبت سچ میں کہیں تھی؟ کوئی اس کے لیے سوچتا تھا؟ اسے دعاؤں میں مانگتا تھا؟ محبت اتنی بے غرض تھی کیا؟

محبت واقعی تھی کہیں اس نے تو محبت کے بارے میں کبھی سوچا ہی نہیں تھا یا سوچنا ہی نہیں چاہا تھا‘ پہلے پڑھائی میں بزی رہی تھی اور پھر جاب کی ذمہ داریوں نے اسے اتنا مصروف کردیا تھا کہ وہ کسی اور طرف دیکھ ہی نہیں پائی تھی یا پھر دیکھنا ہی نہیں چاہتی تھی۔کچن میں اپنے لیے کافی بنارہی تھی تو بے دھیانی میں نگاہ اپنی کلائی پر گئی تھی‘ وہ بے ساختہ اپنی کلائی کو ہاتھ سے چھونے لگی تھی‘ وہاں جیسے کوئی جلتا ہوا لمس اب بھی

زندہ تھا۔وہ پر تپش نظریں دھیان میں آگئی تھیں، وہ جھٹ سے آنکھیں میچ گئی تھی۔

"آنکھیں بند کرلینے سے خواب جھانکنا متروک کردیتے ہیں کیا؟" پیچھے سے ایک مدھم آواز نے اس کے گرد حصار باندھا تھا وہ چونک کر آنکھیں کھول کر دیکھنے لگی تھی، وہاں دروازے کے بیچوں بیچ عالیان ملک کھڑا تھا، یہ نہ اس کا وہم تھا نا خیال، وہ وہاں تھا اور اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم راستوں کا تعین کیسے کرتے ہیں یا بہترین راہ کون سی ہے مگر میں حیران رہ جاتا ہوں، جب میں اپنی ہر راہ تم سے جڑتی پاتا ہوں۔میرے لیے جیسے سارے راستے بند ہوجاتے ہیں اور ساری دنیا ایک نقطے پر رک جاتی ہے، مجھے نہیں معلوم ایسا تمہارے ساتھ بھی ہوتا ہے کہ نہیں یا پھر کبھی تم نے ایسا سوچا بھی ہے کہ نہیں مگر میرے لیے

منال جعفری سے آگے کی کوئی راہ نہیں ہے نا میں دیکھنا چاہتا ہوں، نا سوچنا چاہتا ہوں اور..."

"عالیان ملک...!" اس نے بولنا چاہا تھا جب اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے بولنے سے باز کردیا تھا اور چلتا ہوا اس کے قریب آن رکا تھا، وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا اور منال کو بہت مشکل ہورہی تھی۔

"میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی منال جعفری! میں ہمیشہ خود کو چپ کے دائروں میں باندھ کر نہیں رکھ سکتا، مجھے خاموشی میں سننا اتنا بُرا نہیں لگتا مگر کبھی کبھی بولنا ضروری ہوجاتا ہے، میں تمہیں پریشان کرنا نہیں چاہتا۔ ایسا مت سمجھو کہ مجھے تمہارا کوئی خیال نہیں یا پروا نہیں۔مجھے تمہارا خیال بھی ہے اور پروا بھی۔تمہارا خیال تھا تبھی اب تک خاموش رہا مگر جب جان پر بننے لگے تو چپ رہنا محال ہوجاتا ہے۔اماں کو میرے لیے لڑکیاں دیکھنے کی فکر تھی، وہ چاہتی ہیں میں زندگی کا آغاز کروں اور میرے لیے زندگی کا جز اور کل صرف تمہارے ساتھ، تمہارا ہاتھ تھام کر

چلنا ہے، تمہاری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے خواب بُنتے ہوئے، مجھے یہ طویل سفر تمام کرنا ہے منال جعفری! میں خوابوں خیالوں کی بات نہیں کررہا، میں تمہیں صرف خواب نہیں دے رہا۔ میری مٹھیوں میں تعبیر بھی ہے، میں سارے اسباب اپنے ساتھ لایا ہوں اور تدبیریں بھی، مجھے انکار نہیں سننا، میں تمہارے لبوں پر اپنے لیے ہاں دیکھنا چاہتا ہوں ' تمہارے منہ سے ہاں سننا چاہتا ہوں۔" وہ مدھم سرگوشی میں بول رہا تھا، تبھی وہ بولی تھی۔

"عالیان ملک! ایسا ممکن نہیں ہے تم جانتے ہو۔"

"جانتا ہوں مگر میری راہیں تم تک آکر ختم ہوتی ہیں، محبت کوئی جواز نہیں سنتی، میں خود کو سمجھاتے ہوئے تھکنے لگا ہوں، میں انتظار کرسکتا ہوں، دو سال، پانچ سال، دس سال ... کتنا بھی طویل انتظار تم کہو، میں کرسکتا ہوں، مجھے اس سے کوئی پریشانی نہیں ہے، نا کوئی وحشت۔" وہ اس

کے لیے زمانے ایک کردینے کو تیار کھڑا تھا، وہ حیران سی اسے دیکھ رہی تھی۔

"پاگل ہو تم عالیان ملک! تم میرا انتظار کرو گے، میں نہیں چاہتی تم اپنا وقت برباد کرو، دنیا میں بہت سی لڑکیاں ہیں، دنیا صرف ایک منال جعفری پر ختم نہیں ہوتی۔" وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی تھی، وہ مسکرادیا تھا ہاتھ بڑھا کر شہادت کی انگلی سے اس کی چھوٹی سی ناک دبائی تھی اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"میری دنیا ایک لڑکی پر ہی ختم ہوتی ہے منال جعفری! اس سے آگے مجھے نہیں دیکھنا اور اس سے آگے مجھے کچھ دکھائی دیتا بھی نہیں۔ مجھے جنوں سے کوئی سروکار نہیں تھا منال جعفری! مگر تم نے ہوش بھلا دیئے' اب بتاؤ کیا کروں' مجھے سدباب کرنا نہیں آتا' تمہاری طرح اتنا دانا نہیں نا' کیا کروں؟ تمہارے پاس باتوں کا ٹیکنیکل جواز ہے اور جواب بھی مگر جب چاروں اطراف سے جنوں خرد کو مات کرنے لگے تو صورت حال کیا ہوتی ہے اس کا اندازہ شاید تمہیں نہیں۔" وہ بے بس دکھائی دیا تھا' منال جعفری اس کی سمت دیکھ نہیں سکی تھی۔

"تم... تم کافی پیو گے؟" وہ اس کی جانب سے نگاہ ہٹا کر کافی بنانے لگی تھی وہ اسے بغور دیکھنے لگا تھا تبھی وہ بنا اس کی طرف دیکھے بولی تھی۔

"عالیان ملک! مجھے نہیں معلوم محبت ہوتی بھی ہے کہ نہیں یا پھر محبت کیسے ہوتی ہے' مجھے اس سے کبھی واسطہ نہیں رہا مگر میں نہیں چاہتی تم اپنا وقت میرے لیے برباد کرو یا خود کو ضائع کرو' انتظار اتنا آسان نہیں

ہوتا' فی الحال مجھے اپنی سمت معلوم نہیں ہے۔ میں اپنی کسی سمت کا تعین بھی نہیں کرنا چاہتی۔ تم جانتے ہو ابھی ہانیہ کی اسٹڈی کمپلیٹ نہیں ہوئی' اس کی شادی کرنا باقی ہے' پھر اماں' ابا' دادی' ابا کا علاج۔ ڈھیروں ڈھیر اخراجات اور ذمہ داریاں' مجھے اندازہ نہیں کتنی مدت لگے گی۔ میری آنکھیں خوابوں کے لیے نہیں ہیں' میں خوابوں سے تعلق جوڑنا نہیں چاہتی' تم بہت اچھے ہو میرے بہت اچھے دوست ہو مگر میں نہیں چاہتی تم کوئی انتظار کرو' طویل انتظار تھکا دیتا ہے' میں تمہیں تھکا ہارا دیکھنا نہیں چاہتی' تم پھوپو کی سنو' وہ جو کہتی ہیں مانو' شاید یہی صحیح فیصلہ ہے خوابوں کی باتیں کرنا دانش مندی نہیں' محبت بچپنا ہو سکتی ہے اور بچکانہ فیصلوں کے دہانے پر خود کو رکھنا دانش مندی نہیں۔ محبت فضول جواز نہیں' میں دل کی سننا نہیں چاہتی نہ میں چاہتی ہوں کہ تم دل کی سنو' تمہیں اپنے کان بند کرنے کی عادت ڈالنا ہوگی۔" وہ کافی اس کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی تھی۔

"اور پھر بھی آوازیں چاروں اطراف سے تعاقب کرنے لگیں تو؟" وہ خدشات جتاتے ہوئے بولا تھا۔

"اپنے کان بند کرلو' ایسا ناممکن نہیں ہے۔" وہ قطعی لہجے میں بولی تھی اور وہ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

...☆☆☆...

وہ بہت الجھی ہوئی تھی ' پیون فائل لایا تھا اور اس نے دیکھے بنا سائن کرکے فائل واپس کردی تھی اور اگلے ہی لمحے اس کا بلاوا آگیا تھا۔منہاج شاہ نے اسے اپنے روم میں بلایا تھا' وہ اگلے ہی پل اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"مجھے یقین نہیں ہورہا آپ ایسی سنگین غلطی کرسکتی ہیں؟ یہ فائل آپ نے سائن کردی چیک کیسے بنا مس جعفری! آپ نے دیکھا نہیں اس میں فیگرز اینڈ فیکٹس کتنے مختلف ہیں اگر یہ فائل اس طرح آگے چلی جاتی تو کتنا نقصان ہوجاتا ؟"

"آئی ایم سوری! " ایسا پہلی بار ہوا تھا شاید' اسے کسی بات کے لیے الزام دیا گیا تھا' منہاج شاہ نے اسے بغور دیکھا تھا اور پھر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا' اس نے سر ہلادیا تھا۔

"آر یوشیور؟ مجھے آپ کچھ ڈسٹرب لگ رہی ہیں مس جعفری! چائے پئیں گی آپ؟" اس نے کہنے کے ساتھ ہی پیون کو بلا کر چائے لانے کا کہا تھا' وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"میں ڈسٹرب نہیں ہوں' مگر میری غلطی ہے کہ میں نے فائل کو دیکھے بنا سائن کردیئے' غلطی میری ہے بہرحال میں اس کے لیے پہلے ہی سوری کرچکی ہوں۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی تھی۔

"ہم انسان ہیں مس جعفری! غلطیاں ہم سب سے ہوتی ہیں' ڈسٹرب مائنڈ ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ آپ نااہل ہیں' ہم سب کی زندگیوں میں

چھوٹی بڑی پریشانیاں ہوتی ہیں۔ہم روبوٹ نہیں ہیں، نہ مشین ہیں، مسائل ہم سب کو درپیش ہوتے ہیں یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔“ وہ پُرسکون انداز میں کہہ رہا تھا۔

”اگر کوئی پریشانی ہے تو آپ مجھ سے شیئر کرسکتی ہیں۔“ اس کے کہنے پر اس نے نفی میں سر ہلادیا تھا۔اس شام کافی کے لیے دی گئی آفر پر وہ چونکی تھی، وہ شخص تیزی سے آگے بڑھنے لگا تھا۔وہ عالیان ملک سے آنکھیں بند رکھنا چاہتی تھی اور اب منہاج شاہ؟ اسے الجھنوں نے گھیرنا شروع کردیا تھا۔

”میں نہیں جانتا کیا بات ہے مگر آپ میں کچھ خاص ہے مس جعفری!میں بہت سی لڑکیوں سے ملا ہوں مگر میں نے آپ جیسی لڑکی کبھی نہیں دیکھی، آپ مجھے بہت منفرد لگتی ہیں اور آپ شاید منفرد ہیں بھی، شادی کریں گی آپ مجھ سے؟“ اس روز جب وہ اس کے سامنے بیٹھی تھی تو وہ حیرت سے اسے تکتی رہ گئی تھی، جس محبت کو بیان کرنے میں

عالیان ملک نے زمانے لیے تھے، اسے زبان دینے میں منہاج شاہ کو دو لمحے بھی نہیں لگے تھے۔وہ وقت ضائع کرنے کا عادی نہیں تھا جیسے اسے وقت کی قدر تھی اور وہ اپنے نفع نقصان کو خوب سمجھتا تھا، اس جیسی معمولی لڑکی میں اسے کیا دلچسپی ہورہی تھی؟ وہ کئی لمحوں تک سوچتی رہی تھی۔

کیا یہ کوئی جنوں خیزی تھی یا پھر خود سے دور پاگل پن کی حد کو چھوتی کوئی محبت؟ اور اگر محبت نہیں تھی تو وہ جانتا تھا وہ اس کمپنی کے لیے

ضروری تھی، وہ اس کمپنی کو فائدہ پہنچا سکتی تھی اور آگے لے جانے میں اس کی مدد کر سکتی تھی۔

”میں جانتا ہوں منال جعفری! تم میں لگن ہے، تم میں وہ اسپارک ہے جو آگے بڑھنے کے لیے ضروری ہوتا ہے اگر ہم مل کر کام کریں گے تو ہم اس کمپنی کو بہت آگے لے کر جاسکتے ہیں، میں اس کمپنی کو ٹاپ پر دیکھنا چاہتا ہوں، اس کاروبار کو وسعت دینا چاہتا ہوں، اگلے ویک ہماری کمپنی ایک بہت بڑی کمپنی کے ساتھ جوائنٹ و نچر ہے میں چاہتا ہوں ہم اس سے پہلے ایک رشتے میں بندھ جائیں، میں تمہارے لیے بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں، منال جعفری! مجھے منع مت کرو، اس جوائنٹ و نچر میں میں تمہارے ہمراہ کھڑے ہونا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں تم اہم فیصلوں میں میرا ساتھ دو۔ میرے ہم قدم رہو۔“ وہ سمجھ نہیں پائی تھی یہ سب اتنا جلدی کیوں ہورہا تھا، مگر وہ یہ بھی سمجھ نہیں پارہی تھی کہ وہ انکار کیوں نہیں کرپارہی تھی۔ کوئی ایک شخص اس کے لبوں پر اپنے

لیے ہاں دیکھنے کا منتظر تھا، صدیوں اس ایک ہاں کا انتظار کیا تھا اور اس ایک ہاں کے لیے وہ خود کو تیار نہیں کرپائی تھی مگر جہاں وہ انکار کرنا چاہتی تھی وہاں وہ انکار بھی نہیں کر پائی تھی، منہاج شاہ نے اپنے نام کی انگوٹھی اس کے ہاتھ میں پہنا دی تھی۔ وہ کتنے ہی لمحے اس رِنگ کو اپنے ہاتھ کی انگلی میں دیکھتی رہی تھی، شام گھر لوٹی تھی تو وہ آگیا تھا، جیسے پاگل ہورہا تھا وہ شخص۔ اسے شانوں سے تھام کر بغور دیکھا تھا۔

اس کی گرفت میں عجیب جنون تھا، جیسے وہ اسے تہس نہس کردینا چاہتا تھا، اس کی انگلیوں کو اس نے اپنے گوشت میں پیوست ہوتے ہوئے محسوس کیا تھا۔

”منال جعفری! دنیا کی عظیم ذہین فطین لڑکی، آج کسی سے منسوب ہوگئی اور اتنی خاموشی سے کہ خبر بھی نہیں ہونے دی، مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم بھی فائدہ اٹھانے والے لوگوں میں شمار ہوتی ہو منال جعفری! وہ شخص تم سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اور تم اس سے، اس سودے بازی میں

محبت کیسے ہوگی؟ اور تمہیں کیا فرق پڑے گا اگر محبت ہو نہ ہو؟ تمہیں محبت سے کیا سروکار؟ محبت سے تمہیں کچھ لینا دینا تو ہے نہیں مگر اس شخص کی دولت نے تمہاری آنکھوں کو خیرہ کردیا ہے' دیکھو اس انگوٹھی کو کتنی قیمتی ہو گی نا؟ مجھے اتنا کمانے میں شاید تین چار برس تو لگ جائیں؟ میں وہ سب افورڈ نہیں کرسکتا تھا جو تمہیں چاہیے تھا۔ہاں تم خوب صورت ہو' محبت سے کیا ہوتا ہے؟ بینک بیلنس بھی تو ہونا چاہیے نا؟ تم نے اس کو چنا ہے مجھے دکھ اس بات کا نہیں ہے منال جعفری! غصہ اس بات پر ہے کہ ایک غلط شخص کو چنا ہے' وہ تمہارے قابل نہیں ہے' وہ ایک تیار شدہ عمارت کی اونچائی پر کھڑا ہے' وہ عمارت اس کی بنائی ہوئی نہیں ہے' اس کی خود کی حقیقت صفر ہے۔جو بندہ خود باپ پر ڈی پینڈ کرتا ہے وہ خود اپنے فیصلوں میں کتنا آزاد ہوسکتا ہے؟ مجھے خود پر فخر ہے' میں خود اپنے پیروں پر کھڑا ہوں' مجھے تعمیر کرنے والے ہاتھ میرے خود کے ہیں۔میں سیلف میڈ انسان ہوں' مجھے خود کا

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

موازنہ کسی سے کرنا پسند نہیں مگر میں چاہتا ہوں تم خوش رہو۔" کہنے کے ساتھ ہی اس نے بہت آہستگی سے اسے چھوڑا تھا اور پھر چلتا ہوا بنا اس کی جانب مڑ کر دیکھے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

منال جعفری کو معلوم نہیں تھا اس نے صحیح کیا تھا یا غلط مگر وہ واقعی ایک مضبوط سہارا چاہتی تھی' وہ اماں کی سن رہی تھی خود کو ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی۔اس کے فیصلوں میں دماغ کو سنا جارہا تھا محبت سے اسے کچھ لینا دینا نہیں تھا۔اس شام جب بارش ہورہی تھی تو وہ اس کے ساتھ تھی' جانے کیا ہوا تھا کہ اس نے منہاج شاہ سے گاڑی روکنے کو کہا تھا۔

"کیا ہوا؟" وہ چونکا تھا۔

"تم گاڑی روکو تو..." اس نے کہا تھا' منہاج شاہ نے گاڑی روک دی تھی۔اس نے شیشہ اتارا تھا' گرتی ہوئی بوندوں کو ہاتھ کی ہتھیلی پر محسوس کیا تھا۔پل کی پل میں وہ چہرہ آنکھوں میں آیا تھا۔

”مجھے آزمائشوں سے الجھن ہوتی ہے، ضرب تقسیم جیسے سوالوں میں زندگی گزارنے کا کوئی تجربہ نہیں ہے مجھے، میرے پاس ہزار ہا لفظ ہیں نہ کوئی داستان مگر میں چاہتا ہوں تم میری آنکھوں میں غور سے ایک بار دیکھو اور پھر اس بات کا فیصلہ کرو کہ تم کیا چاہتی ہو؟ اور محبت زندگی کے لیے کتنی ضروری ہے؟“ کسی لہجے کی بازگشت اس کا پیچھا کرنے لگی تھی۔

وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی تھی، یہ دوسری بار تھا جب وہ ان بارشوں کو خود کو چھونے کا حق دے رہی تھی۔ وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں اس برستی بارش میں کھڑی تھی جب منہاج شاہ گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا تھا۔

”کیا تم پاگل ہو گئی ہو، کیا کر رہی ہو منال جعفری؟ تم نے کبھی پہلے زندگی میں بارش نہیں دیکھی ہے، کیا بچپنا ہے یہ؟“ اس کا ہاتھ تھام کر وہ اسے گاڑی کی طرف لے آیا تھا۔

”تم جیسی لڑکی ایسی بچوں والی حرکتیں کر سکتی ہے مجھے اس کی امید نہیں تھی۔ تم جانتی ہو ہم کتنی اہم تقریب میں جا رہے تھے؟ سارا ڈریس بھگو لیا تم نے، اب اس طرح اس تقریب میں جائیں گے۔ تم اس طرح کی بچکانہ حرکت کرو گی مجھے یقین نہیں تھا، تم تو بہت سمجھ دار تھیں لیکن... آہ...“ وہ اس پر اپنا غصہ نکال رہا تھا۔

اس لہجے میں محبت نہیں تھی، کوئی خیال، توجہ، مروت یا کرٹسی بھی نہیں تھی۔ وہ اسے خالی خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس راستے کا انتخاب اس نے خود کیا تھا، اپنے لیے اس راہ کو خود چنا تھا، اس کے لیے وہ کسی کو الزام نہیں دے سکتی تھی مگر وہ یہ بھی سوچنا نہیں چاہتی تھی کہ اس نے کوئی غلط فیصلہ کیا، جو راہ چنی وہ غلط تھی۔

”مجھے گھر جانا ہے، ڈریس تبدیل کر کے پارٹی میں آجاؤں گی، میں یہاں سے کوئی آٹو لے لیتی ہوں، آپ جائیں۔“ وہ نرمی سے بولی تھی، منہاج نے اسے دیکھا تھا پھر بنا کچھ کہے گاڑی آگے بڑھا دی تھی۔ اس شام اس

نے اس تقریب میں شرکت اسی طرح کی تھی، اسی بھیگے ڈریس میں، وہ شخص اپنے ٹائم کا پابند تھا۔اس کے لیے وہ کوئی کمپرومائز نہیں کرنا چاہتا تھا، منال جعفری نے کوئی احتجاج نہیں کیا تھا اور نتیجتاً وہ اگلے دن بخار سے پھنک رہی تھی۔ آفس نہیں جاسکی تھی، سارا دن بیڈ پر پڑی رہی تھی اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو سوچتی رہی تھی۔ہانیہ اس کے لیے سوپ بنا کر لے آئی تھی، ساتھ ہی کچھ اینٹی بائیوٹکس بھی تھیں۔

"بخار معمولی نہیں ہے نمونیہ ہوجائے گا، سو چپ چاپ یہ میڈیسن لے لو۔" ہانیہ نے وارننگ والے انداز میں کہا تھا، وہ اٹھ بیٹھی تھی۔ہانیہ روم سے نکل گئی تھی، اس نے سیل فون چیک کیا تھا، کوئی مسڈ کال تھی نا میسج، اس کا حال نہیں پوچھا گیا تھا، خبر نہیں لی گئی تھی۔اس نے بے دلی سے سوپ لیا تھا، ٹیبلٹ لی تھیں اور دوبارہ لیٹ گئی تھی۔کچھ لمحے گزرے تھے، کوئی کھٹکا ہوا تھا، اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تھا، عالیان ملک اس کے سرہانے پھولوں کا گلدستہ رکھ رہا تھا، اس کے جاگنے پر

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

اس کی طرف متوجہ ہوا تھا، پھر لبوں پر انگلی رکھ کر اسے کچھ بولنے سے باز رکھا تھا۔

"تم آرام کرو، میں صرف تمہیں دیکھنے آیا تھا، ہانیہ سے بات ہوئی تھی، اس نے بتایا تھا کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے، سوچا تمہاری خیریت معلوم کرلوں، دوست ہوں، ہر ناتا نہیں توڑ سکا۔" وہ سرسری لہجے میں بولا تھا، وہ تکیے کے سہارے اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔

"مجھے لگا تم مجھ سے ملنا کبھی نہیں چاہو گے۔" وہ صاف گوئی سے بولی تھی، اس لمحے بہت بکھری بکھری سی لگی تھی۔

"مجھے کتنا جانتی ہو تم؟" وہ الٹا پوچھنے لگا تھا، وہ اس کی نظروں سے گھبرا کر چہرہ پھیر گئی تھی۔

"اگر تم مجھے جانتی ہو تو جانتی ہوگی کہ میں موسموں کی طرح بدل جانے والوں میں سے نہیں ہوں، دوست ہو تم میری، اتنی مروت تو ہے اب

بھی کہ تم سے ملنے آسکتا ہوں۔ تم مشکل میں ہو تو مدد کر سکتا ہوں مگر تمہیں میری مدد کی ضرورت کبھی نہیں پڑے گی۔" وہ مسکرایا تھا۔

"تمہارے مسٹر رائٹ اتنے امیر ہیں کہ تمہاری ہر مدد کے لیے وہ سب سے پہلے کھڑے ہوں گے۔" وہ مذاق کررہا تھا' مگر وہ مسکرائی نہیں۔ وہ اس کا چہرہ بغور دیکھنے لگا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟"

"دیکھ نہیں رہا' کوشش کررہا ہوں۔" وہ مسکرایا تھا۔

"کس بات کی؟" وہ چونکی تھی۔

"تمہارا چہرہ... یہ آنکھیں پڑھنے کی۔" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"اور...؟" وہ چونکی۔

"منہاج شاہ... آہ! آ لکی مین اور رادر آلکسیئٹ مین؟" منہاج شاہ کا ذکر آنے پر وہ نظریں چرا گئی تھی۔

"بندہ لکی ہے' ہی از ہیونگ یو۔" وہ مسکرایا تھا۔

"مجھے نہیں لگتا تھا تمہیں محبت ہو سکتی ہے' لیکن تم بہت بھیدوں سے بھری لڑکی ہو۔ سوچتا ہوں یہ آنکھیں اسے دیکھتی ہوں گی تو ان آنکھوں میں کتنے رنگ ابھرتے ہوں گے اس چہرے پر کتنی دلکشی آتی ہوگی؟ اور یہ رنگ کتنے گہرے لگتے ہوں گے؟" وہ اس کی سمت دیکھ نہیں سکی تھی' اس کی باتوں سے وہ عجیب گھٹن سی محسوس کررہی تھی' جب اس نے پوچھا تھا۔

"یہ بخار کیسے ہوا؟"

"پتا نہیں شاید تھکن یا پھر وائرل۔" اس نے بھونڈا جواز دیا تھا۔

"لگتا ہے تمہارے مسٹر پرفیکٹ تمہارا خیال نہیں رکھتے؟ ہانیہ بتارہی تھی تم بھیگ گئی تھیں بارش میں؟ یہ تمہیں کب سے بارش میں بھیگنے کا شوق پڑ گیا تمہیں تو بارش سے سرے سے کچھ لینا دینا ہی نہیں تھا؟ آہ گاٹ اٹ! تمہارے مسٹر پرفیکٹ کو بارش پسند ہے؟ مگر اس شوق کو کسی اور وقت کے لیے بھی اٹھا کر رکھا جاسکتا تھا نا؟ تمہیں سردی میں نہیں بھیگنا

چاہیے' یہ موسم بھیگنے اور بارش انجوائے کرنے کے لیے نہیں ہوتا۔" وہ اپنے دھیان میں بول رہا تھا۔

"تم... تم نے کوئی اچھی لڑکی دیکھی؟" وہ بولی تھی۔

"اچھی لڑکی...؟ اس کی کیا تعریف ہے؟ جو تم جیسی ہو یا تم سے کچھ زیادہ اچھی ہو؟" وہ مسکرادیا تھا۔

"تم خوش ہو منال جعفری؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا تھا اور یہی ایک سوال تھا جس سے وہ بچنا چاہتی تھی کیونکہ اس ایک سوال کا جواب اس کے پاس نہیں تھا یا پھر شاید عالیان ملک کے کسی بھی سوال کا جواب نہیں رکھتی تھی۔

"خوشی کا مطلب کیا ہوتا ہے تمہارے نزدیک؟" وہ الٹا اس سے پوچھنے لگی تھی۔

"تم نہیں جانتیں؟" وہ حیرت سے بولا تھا' منال جعفری نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"خوشی کا مطلب پوچھنا نہیں پڑتا منال جعفری! خوشی خود بخود دکھائی دیتی ہے' جب کوئی خوش ہوتا ہے تو آنکھیں بولتی ہیں' چہرہ بولتا ہے' اندر دل سے آواز آتی ہے' تم خوش ہو کہ نہیں اس سوال کو دوسروں سے پوچھنے کی بجائے اپنے آپ سے پوچھو' جن سوالوں کا جواب ہم دوسروں سے چاہتے ہیں اگر ان کا جواب ہم اپنے آپ سے مانگیں تو شاید پھر کوئی الجھن' الجھن نہ رہے۔" وہ بغور اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔منال جعفری اس کی سمت سے نظریں ہٹا گئی۔

"میں نہیں جانتا تم نے یہ فیصلہ کیوں لیا منال جعفری! لیکن کبھی تم نے آسمان سے تاروں کو ٹوٹتے دیکھا ہے؟ اس وحشت اور بے چینی کو

محسوس کیا ہے؟ تمہاری آنکھوں میں وہی اضطراری دکھائی دیتی ہے' اس اضطرابیت کی وجہ تم جانتی ہو اور سدباب بھی تمہیں ہی معلوم ہوں گے کیونکہ دوسرے صرف دور کھڑے ان تاروں کو ڈوبتے ابھرتے یا پھر ٹوٹتے اور گرتے ہوئے دیکھتے ہیں' وہ نہیں جانتے اس سب کے پیچھے کے اسرار اور بھید کیا ہیں؟" وہ بولا تھا تو وہ اس کے چہرے کو بغور دیکھنے لگی تھی۔

"تم نے بتایا نہیں۔" وہ بضد تھی۔

"کیا؟" وہ چونکا تھا۔

"تمہیں کوئی اچھی لڑکی ملی؟"

"لڑکی... یا پھر لڑکیاں؟" وہ شرارت سے مسکرایا تھا۔

"لڑکیوں کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے' کافی نا قابل اعتبار شے ہوتی ہیں۔" وہ بات کو مذاق میں ٹال رہا تھا۔

"تم سیدھے سے جواب نہیں دے سکتے؟" وہ الجھن میں مبتلا ہوئی تھی۔

"تمہیں سن کر سکون ملے گا اگر میں کہوں کوئی ایک بھی نہیں؟" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتا ہوا بولا تھا' منال جعفری حیران رہ گئی تھی۔

"بکواس مت کرو' تم جانتے ہو۔ میری منگنی ہوچکی ہے' مجھے فرق کیوں پڑنے لگا' میں تو صرف یہ چاہتی ہوں کہ تم اپنی زندگی کو اس طرح روک کر مت رکھو' یہ دانش مندی نہیں۔" وہ جتاتے ہوئے بولی تھی۔

"تمہیں لگتا ہے میں تمہارا انتظار کررہا ہوں؟" وہ مسکرایا تھا۔

"تم پاگل ہو عالیان ملک؟" وہ ڈپٹتے ہوئے بولی تھی مگر وہ مسکرادیا تھا۔

وہ چاہتی ہے میں اسے داستان سناؤں
حالِ دل بتاؤں
کہا نہیں جو سنا نہیں
وہ ساری بات بتاؤں
وہ چاہتی ہے میں بات کروں

اسے مناؤں، اک ربط بناؤں

جو وہ چاہ سکے تو باندھ لے

جو نہ چاہ سکے تو وہ سب کردے فنا

کردوں سب اختیار میں اس کے

وہ جو چاہے تو کردے سب بے نشاں

وہ چاہتی ہے میں خواب دیکھوں

اس کی آنکھوں سے اپنی آنکھوں تک

سلسلے بناؤں، راستے سجاؤں

مگر چپکے چپکے اس طرح کہ اس کو بھی اس کی خبر نہ ہو

وہ چاہتی ہے میں سونپ دوں اسے اک جہاں

مگر اس طرح کہ کسی کو اس کا نہ کچھ سبب ملے

نہ ہاتھ آئے کوئی سرا

وہ چاہتی ہے اسے داستان سناؤں

حالِ دل بتاؤں مگر...

اس نے کہہ کر شانے اچکادیئے تھے، وہ کچھ کہہ نہیں سکی تھی، عالیان ملک نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ بہت آہستگی سے ہاتھ میں لیا تھا۔ہاتھ میں موجود اس قیمتی رِنگ کو بغور دیکھا تھا، پھر مسکرادیا تھا۔

"تم جانتی ہو، اس رِنگ سے کچھ زیادہ قیمتی رِنگ میں نے ایک دن لی تھی، اس قیمتی پتھر سے بھی زیادہ قیمتی پتھر اس میں جڑا تھا۔ SOLITAIRE مگر وہ رِنگ تمہیں دے نہیں سکا، تم نے موقع نہیں دیا، تمہاری خوشیوں کے لیے میں خود کو داؤ پر لگا سکتا تھا، اپنا سب کچھ

ہار سکتا تھا مگر تم نے مجھے موقع نہیں دیا۔" وہ بغور اس کا ہاتھ تکتے ہوئے کہہ رہا تھا۔منال جعفری اسے دیکھنے لگی تھی۔

"تمہیں لگتا ہے میں ان سب چیزوں کے پیچھے ہوں؟ میں ان سب کے بعد ہوں، مجھے اس کی ضرورت ہے؟" وہ جتاتے ہوئے پوچھنے لگی تھی۔ عالیان ملک نے اس کی سمت دیکھا تھا پھر سر نفی میں ہلادیا تھا۔

"تمہیں تحفظ چاہیے تھا، تحفظ کا احساس اور تمہیں منہاج شاہ مجھ سے زیادہ مضبوط لگا۔مضبوطی سے اپنے قدموں پر جما کھڑا شاید وہ تمہیں مجھ سے زیادہ تحفظ دے سکتا تھا، میں ایک لڑکی کی ترجیحات جانتا ہوں مگر تم کوئی عام لڑکی نہیں ہو، میں مانتا ہوں تم کچھ غلط نہیں کر سکتیں، تم جو بھی کرو گی وہ صحیح ہو گا۔" وہ پورے یقین سے بولا تھا، اس کا بخار میں جلتا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا اور منال جعفری اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی وہ اس پر اس حد تک یقین کرتا تھا۔

"طنز کر رہے ہو؟" وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولی تھی، عالیان ملک نے اس کی سمت بغور دیکھتے ہوئے سر انکار میں ہلایا تھا۔

"اوں ہوں... تمہیں یقین کی وہ پختگی محسوس نہیں ہوتی میرے لہجے میں یا تم آج بھی قطعی نا بلد ہو؟ جانتا ہوں آنکھیں پڑھنے کا ہنر تو تم جانتی نہیں مگر اب تو تم لفظوں کو سمجھنے سے بھی قاصر ہو۔تم اتنی بے قوف ہو سکتی ہو مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا۔" وہ پُر افسوس انداز میں بولا تھا، پھر آہستگی سے اس کا ہاتھ چھوڑا اور اٹھ کھڑا ہوا تھا۔منال جعفری کو لگا تھا جیسے اس کے ہاتھ سے سب چلا گیا ہو، جیسے اس کا ہاتھ بہت ادھورا اور خالی رہ گیا ہو اور وہ خالی پن اس نے اپنے ہاتھ پر ہی نہیں اپنے اندر بھی محسوس کیا تھا۔اس کے جانے کے بعد وہ کتنی دیر تک اپنے ہاتھ کو دیکھتی رہی تھی، پھر چلتی ہوئی ابا کے کمرے میں آگئی تھی، وہ کوئی کتاب پڑھ رہے تھے، اسے دیکھ کر مسکرائے تھے ان کی طبیعت پہلے سے کافی بہتر لگ رہی تھی۔

"تم بستر سے اٹھ کر کیوں آ گئیں؟ تمہیں تو بخار ہے نا آرام کیوں نہیں کررہیں؟" ابا نے پیار سے ڈپٹا تھا۔وہ سنی ان سنی کرتی ہوئی ان کے ساتھ جا بیٹھی تھی‘ ابا نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا تھا اور پھر ساتھ لگالیا تھا۔

"بہت تھک گئی ہو؟"ابا نے جیسے اس کی کیفیت جان لی تھی‘ وہ ابا کی طرف نہیں دیکھ پائی تھی مگر سر اثبات میں ہلادیا تھا‘ اور تبھی جانے کیوں بھری آنکھیں چھلکنے لگی تھیں‘ ابا نے اسے ساتھ لگا کر اس کے سر پر پیار کیا تھا۔

"میری بیٹی اتنی بہادر ہے کہ میں لوگوں کو اس کی مثالیں دیتا ہوں پھر آج میری بیٹی کیسے ہارنے لگی؟"

"ابا میں واقعی تھک گئی ہوں‘ پتا نہیں مگر میں نے دانستہ کوئی غلط راہ نہیں چنی مگر مجھے اندازہ نہیں اگر پھر بھی میں نے کوئی غلط راہ چن لی ہو ابا میری سمجھ میں نہیں آتا‘ جب ساری راہیں بند ہورہی ہوں تو کوئی ایک راہ کھلی کیسے رکھی جاسکتی ہے؟" وہ الجھے ہوئے انداز میں بولی تھی۔

"بیٹا! جب کچھ سمجھ نہ آرہا ہو تو ضرورت اندر کی آواز کو سننے کی ہوتی ہے‘ تمہیں کیوں لگتا ہے کہ تم سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے؟ مجھے یقین ہے کہ اگر کوئی چھوٹی موٹی غلطی میری بیٹی سے ہوئی بھی ہے تو وہ اس کا سدباب کرسکتی ہے‘ صحیح فیصلوں کے لائحہ عمل کو جانچنے کے لیے اپنے اندر کی جانچ پڑتال کی ضرورت ہوتی ہے۔" ابا اسے حوصلہ دیتے ہوئے بول رہے تھے۔

”خیر ایک اچھی خبر ہے‘ ایک دوست بیرون ملک سے لوٹا ہے‘اس کے پاس سرمایہ ہے مگر نئی جگہ کے باعث وہ اتنی انفارمیشن نہیں رکھتا وہ کاروبار کرنا چاہتا ہے اور اس کے لیے اسے میری خدمات چاہئیں‘ وہ تجربہ میرے پاس ہے سو کل ہم مل رہے ہیں‘ مجھے امید ہے اس میٹنگ سے خاصے مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔“ ابا بہت پوزیٹو لگ رہے تھے‘ ان کا کھویا ہوا اعتماد بحال ہوتا دکھائی دے رہا تھا‘ وہ مسکرارہے تھے۔منال جعفری نے بہت عرصے بعد ابا کو مسکراتے ہوئے دیکھا تھا یقینا وہ تبدیلی کسی مثبت انداز فکر کا خاصا تھا۔وہ مسکرائی تھی‘ ابا نے ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسو پونچھے تھے۔

”میری پریوں کی آنکھوں میں آنسو آتے اچھے نہیں لگتے‘ آئندہ نہیں رونا‘ تمہارے ابا کو تکلیف ہوگی۔“ ابا پہلے والے ابا لگ رہے تھے‘ اماں چائے لے کر آئی تھیں۔اس نے اماں کی طرف دیکھا تھا۔

”آپ کو معلوم ہے ابا کاروبار کرنے جارہے ہیں‘ ایک اچھی آفر ہے ابا کے پاس؟“وہ جوش سے بتارہی تھی۔

”ہاں جانتی ہوں اور یہ اچھی خبر میں تمہیں سنانے تمہارے کمرے میں گئی تھی مگر تم سے تو بخار میں بھی آرام نہیں ہوتا۔تمہارا سیل فون بج رہا تھا غالباً منہاج کی کال تھی جو مسڈ کال بن گئی ‘ جاؤ دیکھو۔“ اماں نے کہا تھا وہ چائے کا کپ لے کر اپنے کمرے میں آگئی تھی۔سیل فون چیک کیا تو منہاج کی مسڈ کال تھی مگر وہ اسے کال بیک کرنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے بیڈ میں گھس گئی اور کمبل تان کر سوگئی تھی۔

...☆☆☆...

اگلے کئی دن تک وہ آفس نہیں جاسکی تھی۔منہاج کو شاید فکر ہوگئی تھی تبھی اس کی خیریت معلوم کرنے آگیا تھا‘ وہ اسے سامنے دیکھ کر حیران نہیں ہوئی تھی

"تم نے اتنی لمبی لیو بنا انفارم کیسے لے ڈالی' جانتی ہو اتنے دنوں میں کمپنی کا کتنا نقصان ہوا؟" وہ بجائے اس کی خیریت معلوم کرنے کے اس سے کمپنی کے امور ڈسکس کررہا تھا۔

"تمہاری کمپنی میں صرف میں ایک بندی کام کرتی ہوں؟ میرے علاوہ کوئی اور وہ ذمہ داریاں نہیں نبھاسکتا یا پھر تم نے سارے گدھے بھرتی کر رکھے ہیں؟" وہ پورے اعتماد سے بولی تھی۔

"وہاٹ؟" وہ اس کے بولنے پر چونکا تھا۔"یہ کیسے بات کررہی ہو تم' فیانسی ہو' یاد کررہا تھا تمہیں' فکر ہورہی تھی' بیمار ہو خیریت معلوم کرنے آیا اور تم؟ تمہیں لگتا ہے میں کمپنی کی وجہ سے پریشان ہوں؟" وہ جتاتے ہوئے بولا تھا' وہ اسے دیکھنے لگی تھی۔

"پانچ دن بعد یاد آئی کہ فیانسی بیمار ہے اور تم میں اتنی کرٹسی تک نہیں کہ مجھے سوری تک کہہ دیتے ؟ میں بیمار کس کی وجہ سے پڑی' تمہاری وجہ سے نا؟ تم نے بھیگے کپڑے چینج کرنے نہیں دیئے تھے' تم اس

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

طرح بھیگے ہوئے ڈریس میں مجھے اس تقریب میں لے گئے تھے۔" وہ الزام دیتی ہوئی بولی تھی۔

"ہاں مگر میں نے تمہیں بارش میں بھیگنے کا مشورہ نہیں دیا تھا وہ بچکانہ حرکت تم نے خود کی تھی' مجھے امید نہیں تھی کہ تم ایسی حرکت کرو گی' تم عام لڑکیوں سے مختلف لگی تھیں' مگر تم تو وہی دقیانوسی لڑکیوں کی طرح شکایت کررہی ہو۔" وہ بدمزا ہوکر اٹھا تھا اور واپس چلا گیا تھا' یہ اس کا جیون ساتھی ہونے جارہا تھا' اس شخص کے ساتھ وہ اپنی اگلی باقی کی زندگی گزارنے جارہی تھی۔کیا وہ اس قابل تھا کہ وہ اسے چنتی اور اس کے ساتھ زندگی کی راہ پر طویل سفر کرتی؟ وہ انگلی میں پڑی رِنگ سے کتنی دیر تک بے دھیانی میں کھیلتی رہی تھی' اسے اتارتی' پہنتی رہی تھی' دماغ الجھنوں سے بھرا تھا' اسے گھٹن کا شدید ترین احساس ہورہا تھا۔اسے لگ رہا تھا وہ کسی اور دنیا میں ہے' کسی اور دنیا کا حصہ ہے اور اس دنیا میں ہر جگہ خسارہ ہے۔اس سے پہلے شاید اسے اس کا احساس

نہیں ہوتا مگر اب جب وہ فارغ تھی تو ہر شے کو زیادہ تفصیل سے سوچنے کا وقت ہاتھ آیا تھا یا شاید وہ بہت حساس ہورہی تھی؟ شاید سب اتنا بُرا نہیں تھا شاید سب بہت نارمل تھا؟ وہ نئے زاویوں سے ہر شے کو دیکھنا چاہتی تھی۔وقت گزرنے لگا تھا‘ دن تیزی سے گزررہے تھے۔

ہانیہ کو انگلینڈ کی ایک یونیورسٹی سے اسکالر شپ مل گئی تھی‘ وہ جانے کی تیاریاں کرنے لگی تھی۔اس شام عالیان ملک سے

ملاقات ہوئی تھی تو وہ بتارہا تھا کہ وہ آسٹریلیا موو کررہا ہے‘ ایک دوست کے ساتھ مل کر کچھ بزنس انوسٹمنٹ کی تھی‘ جس کے لیے اسے اب وہاں منتقل ہونا تھا‘ وہ کمپنی اچھی چل رہی تھی۔

”تم خوش نہیں ہو؟“ وہ اسے دیکھ کر بولا تھا‘ اس نے شانے اچکادیئے تھے۔

”مبارک ہو۔بہت خوشی کی خبر ہے ہر کسی کو مواقع مل رہے ہیں بہت اچھی بات ہے۔“ وہ مسکرائی تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”اور تم...؟“ وہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا تھا‘ وہ مسکرائی تھی۔

”میں کیا؟“ وہ خود کو نارمل ظاہر کرنے کو کھل کر مسکرائی تھی۔

”شادی کب کررہی ہو؟“ وہ جانے کیوں سوچ کر پوچھنے لگا تھا۔وہ چونک پڑی تھی۔

”میری شادی سے خوشی ہوگی تم کو؟ اتنے سچے پکے دوست ہو میرے‘ مجھے خوش دیکھ کر خوش ہوگے تم؟“ وہ اس کی سمت دیکھتی ہوئی مسکرائی تھی پھر اس کے سینے پر ایک مکا دے مارا تھا۔

”میری چھوڑو تم کرلو کوئی آسٹریلوی گرل؟ وہ تمہیں وہاں سیٹل ہونے میں مدد کرے گی؟“ وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتی ہوئی بولی تھی مگر وہ مسکرادیا تھا۔

”میں کاروبار میں پیار اور پیار میں سودے بازی کا قائل نہیں۔مجھے محبت کو خانوں میں بانٹنا اچھا نہیں لگتا‘ الگ الگ خانوں میں محبت بانٹنے سے

خود کا حصہ کہیں کھو جاتا ہے۔اپنے حصے کی محبت باقی نہیں رہتی اور میں یہ غلطی کرنا نہیں چاہتا یوں بھی مجھے جو چاہیے' وہی چاہیے اس سے کم یا زیادہ پر کمپرومائز نہیں کرتا۔میں اپنی ترجیحات کو پہچانتا ہوں' مجھے کسے اولیت دینا ہے مجھے اچھی طرح معلوم ہے۔" وہ مضبوط لہجے میں بولا تھا' وہ مزید الجھنے لگی تھی' الجھتی چلی گئی تھی۔

"میں اکثر سوچتا ہوں' سوچتا تھا اگر تم جیسی لڑکی کو محبت ہو گئی تو؟" وہ کیسے ری ایکٹ کرے گی؟ کیسی دکھے گی؟" وہ جانے کیا سوچ کر بولا تھا۔

"تمہیں اب بھی محبت پر یقین ہے؟" وہ عجیب سے لہجے میں بولی تھی۔

"تمہیں لگتا ہے محبت پر یقین ختم ہوجاتا ہے اگر کوئی ساتھ نہ رہے یا پاس نہ رہے یا پھر محبت سمت بدل لیتی ہے؟ محبت بازگشت جیسی ہے منال جعفری! آواز دو تو پلٹ کر صدا بنتی ہے اور لوٹ کر اسی رفتار

سے تعاقب کرتی ہے' تمہیں یقین نہیں ہے اگر یقین نہیں تو آزمالو محبت بازگشت بن کر کھوتی نہیں ہے۔"

"اور اگر کھوجائے تو...؟" وہ خدشے سے بولی تھی۔

"کھوجائے تو بھی واپس مل جاتی ہے۔" وہ یقین سے بولا تھا۔منال جعفری کو اس کے یقین پر حیرت ہوئی تھی' اس کا سیل فون بجا تھا اسکرین پر منہاج شاہ کا نمبر روشن تھا۔اس نے عالیان ملک کی سمت دیکھا تھا پھر کال پک کرلی تھی۔

"ہیلو! کہاں... لیکن میں تو بہت تھکی ہوئی ہوں' میں نہیں آسکتی' کیا تم یہ میٹنگ پوسٹ پون نہیں کرسکتے؟ منہاج شاہ ہم میں اس بزنس کے علاوہ بھی کوئی رشتہ ہے؟" وہ تھک کر بولی تھی لہجہ دانستہ مدھم اور دھیما رکھا تھا۔وہ دو قدم چلتی وہاں سے دور نکلی تھی وہ نہیں چاہتی تھی عالیان ملک ان کی باتوں کو سنے اور کوئی معنی اخذ کرے۔

"اوکے ٹھیک ہے میں آتی ہوں۔" اس نے تھکے ہوئے انداز میں کہا تھا اور پلٹ کر عالیان ملک کو دیکھا تھا۔وہ تغاوت پر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا' وہ لمبا چوڑا مضبوط شخص ایک پل کو سب بھولنے لگا تھا' سب بھولنے کو بھلا دینے کو دل چاہتا تھا۔اسی سوچ میں وہ پلٹ کر چلتی ہوئی وہاں سے نکلنے لگی تھی۔

...☆☆☆...

محبت نے میرے پرَوں پر
جب کچھ حرف لکھے تھے تو
خاموشی میں اک گمنام سرگوشی نے
کچھ بھید کھولے تھے
اسی بے خودی کے حصار میں
میں ابھی تک ہوں رکا ہوا

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

اسی موڑ پر' اسی راہ پر
انہی الجھنوں کے حصول میں
انہی خواہشوں کے نزول میں
تیری چپ سے میری چپ تک
میں ایک حاشیہ ہوں کھینچتا
تمہیں تم سے تم تک ڈھونڈنا
میں اسی موڑ پر ہوں رکا ہوا

اس پارٹی میں موجود لوگوں کے چہرے وہ خالی خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔اس جگہ وہ موجود ہوتے ہوئے بھی موجود نہیں تھی۔کل ہانیہ انگلینڈ جارہی تھی' کچھ دنوں میں عالیان ملک کو بھی آسٹریلیا چلے جانا تھا

اور اس نے؟ سب کی زندگیاں چل رہی تھیں، دوڑ بھاگ رہی تھیں؟ سب کو ایٹ لیسٹ معلوم تھا کہ ان کی زندگیاں کہاں جارہی ہیں، انہیں سمتوں کا یعین تھا اپنی اپنی منزلوں کی خبر تھیں اور وہ؟ اسے وقت کہاں لے جارہا تھا؟ کہاں لے جانا تھا، وہ کس سمت بہہ رہی تھی اور اس بہاؤ میں اس کی بقا باقی رہنا بھی تھی کہ نہیں؟ وہ کچھ نہیں جانتی تھی، جب سے وہ منہاج شاہ کے ساتھ اس رشتے میں بندھی تھی روز کہیں نہ کہیں پارٹی میں جانا پڑتا تھا۔ مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ لوگوں سے ملنا پڑتا تھا، باتیں کرنا پڑتی تھیں، ان کاروباری پارٹیوں میں اس کی حیثیت کیا تھی؟ وہ کھو رہی تھی، خود سے کہیں بچھڑ رہی تھی۔ منہاج شاہ جیسے اس کے ساتھ کہیں تھا ہی نہیں۔ دور پار کا بھی جیسے کوئی واسطہ نہیں تھا، وہ اس کا چہرہ دیکھتی تھی تو عجیب لیا دیا سا انداز لگتا تھا بے واسطہ جیسے ان میں کوئی ربط نہ ہو۔ کوئی واسطہ نہ ہو، وہ اس کے اپنے رشتے کو اس کی آنکھوں میں ڈھونڈتی رہتی تھی، اب بھی وہ اس کونے میں کھڑی

تھی، تنہا جب وہ اس کے پاس آیا تھا اور مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"اچھی لگ رہی ہو، مگر اس طرح کونے میں چھپ کر کیوں کھڑی ہو؟ شاہ فیملی کی بہو ہو تمہیں تو اس تقریب میں سب سے نمایاں ہونا چاہیے۔" وہ جتارہا تھا۔

"منہاج! تم مجھ سے شادی کرنا کیوں چاہتے ہو؟" وہ پوچھنے لگی تھی۔

"کیا مطلب؟ کیوں شادی کرنا چاہتا ہوں آف کورس ہم ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں۔"

"ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں بس؟ اس سے زیادہ کچھ نہیں اور تمہیں کیسے خبر ہوئی کہ ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں یا پھر ہم بزنس پرپز کے لیے ہیں؟ ایک دوسرے کو فائدہ پہنچانے کے لیے؟ ایک دوسرے سے فائدہ اٹھانے کے لیے؟" وہ صاف گوئی سے مگر نرم لہجے میں بولی تھی۔

"وہاٹ دا ہیک اٹ از! یہ کیا فضول کی باتیں سوچ رہی ہو تم؟ کیا یہ وقت مناسب ہے ان باتوں کے لیے؟ تمہیں ہو کیا گیا ہے' اتنی قنوطی کیوں ہورہی ہو؟" وہ دبے دبے لہجے میں اسے ڈپٹ رہا تھا۔

"تم جانتی ہو تم نے یہ پروپوزل کیوں قبول کیا تھا' میں نے کوئی زبر ستی نہیں کی تھی' میں تم سے یہ مڈل کلاس لڑکیوں والے رویئے کی امید نہیں رکھتا۔اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش کرو۔" اس نے کہہ کر اس کے سامنے ہاتھ پھیلایا تھا' وہ حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

"تمہیں مسٹر شیخ سے متعارف کرانا ہے' ہماری کمپنی کے نئے کلائنٹ ہیں' چلو آؤ اپنا ہاتھ دو۔اپنا موڈ چینج کرو' مسکراہٹ دیکھنا چاہتا ہوں' تم سمجھتی ہو تم میری ترجیحات میں شامل نہیں ہو؟ آہ! منال جعفری! کس کے لیے ہے یہ سب؟ کیا ہم بعد میں یہ سب ڈسکس نہیںکرسکتے ہیں؟" وہ اس کے سامنے کھڑا بول رہا تھا' منال جعفری نے کچھ لمحوں تک خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا تھا پھر بہت آہستگی سے ہاتھ سے وہ انگوٹھی

نکالی تھی' ہاتھ بڑھا کر منہاج شاہ کا ہاتھ پکڑا تھا' وہ قیمتی رِنگ اس کی ہتھیلی پر رکھی تھی اور پھر پلٹ کر چلتی ہوئی اس جگہ سے نکلتی چلی گئی تھی۔منہاج شاہ ہکا بکا سا اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔

...☆☆☆...

اس نے گھر میں کسی کو کچھ نہیں بتایا تھا مگر سب سے پہلے ہانیہ نے نوٹس کیا تھا۔

"تمہاری انگوٹھی کہاں ہے؟ کہیں کھو گئی کیا؟ آہ! کتنی قیمتی رِنگ تھی۔ منہاج شاہ کا تو عظیم نقصان کر دیا تم نے۔" وہ چھیڑ رہی تھی، مگر ابا اماں نے اس کی سمت بغور دیکھا تھا تبھی اس نے بتایا تھا۔

"مجھے نہیں لگتا تھا یہ رشتہ مناسب ہے، میں اپنے اندر ایک گھٹن محسوس کرتی تھی، اس رشتے میں قید محسوس کرتی تھی، کھل کر سانس نہیں لے پا رہی تھی اگر وہ رِنگ نہیں اتارتی تو شاید میرا دم گھٹ جاتا۔ میں نے ٹھیک کیا یا غلط، نہیں جانتی مگر ابا نے کہا تھا اپنے اندر کی آواز کو سنو اور میں نے جب وہ آواز سنی تو اس رشتے کو آگے بڑھانے کا خیال ترک کرنا پڑا۔" اس نے سر جھکا کر مطلع کیا تھا۔ سب اسے خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔

"آہ! تم نے جاب بھی چھوڑ دی؟" ہانیہ نے جتایا تھا، ابا نے اسے اپنی طرف بلایا تھا اور اپنے قریب بٹھایا تھا پھر بہت شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا اور نرمی سے بولے تھے۔

"تم نے ٹھیک کیا منال بیٹا! تمہیں اس جاب کو جاری رکھنے کی ضرورت نہیں ہے، تم نے جتنی محنت کرنا تھی اس گھر کو جتنا سہارا دینا تھا دے لیا، اب اس کی ضرورت نہیں ہے، میں ہوں تم سب کی ذمہ داریوں کو پورا کر سکتا ہوں۔" ابا نے یقین سے کہا تھا، اماں نے تائید کی تھی۔

"تم آرام کر لو، میں کافی بنا کر تمہارے کمرے میں بجھواتی ہوں۔" اماں کو معلوم تھا کہ وہ کتنی بکھری ہوئی لگ رہی ہے وہ دانستہ اسے خود کے لیے وقت دینا چاہتی تھیں اور وہ جیسے اس ایک بات کی منتظر تھی۔ وہاں سے اٹھی اور چلتی ہوئی اپنے کمرے میں آ گئی۔ وہ کسی بات کی خبر کسی کو نہیں ہونے دینا چاہتی تھی مگر یہ ممکن نہیں تھا، وہ اپنی فیملی سے اس بات کو نہیں چھپا سکی تھی اور جانے عالیان ملک کو کیسے خبر ہو گئی تھی، شام میں وہ اس کے سامنے کھڑا تھا اور وہ اس کی جانب دیکھنے سے مکمل گریزاں تھی، شاید اسے بھی خبر پہنچ گئی تھی کہ اس کی منگنی باقی نہیں رہی۔ وہ اس کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا، اس کا ہاتھ تھام کر اس کی انگلی

کو بغور دیکھا تھا پھر اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔

”سنو تم نے اس کشمکش کو سمیٹ کر ایک راہ چن لی‘ مجھے علم تھا ایسا ہو گا۔“

”تمہیں خوشی ہو رہی ہے؟ تم چاہتے تھے اس رشتے کا اختتام ہو جائے؟“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی تھی۔اس نے سر اثبات میں ہلادیا تھا اگر یہ اس کا گناہ تھا تو وہ اسے قبول کررہا تھا۔

”میں دل سے چاہتا تھا یہ رشتہ ختم ہو جائے‘ اس رشتے کو لے کر میرے اندر بہت جلن تھی‘ بہت حسد تھا اور اس حسد کی کوئی انتہا نہ تھی۔میرا دل چاہتا تھا اس منہاج شاہ کو اٹھا کر سمندر میں پٹخ آؤں۔“ وہ صاف گوئی سے قبول کررہا تھا۔

”اور تم نے ایسا کبھی کیا نہیں؟“ وہ پوچھنے لگی تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”کیونکہ مجھے یقین تھا کہ ایک دن تم اس راہ سے پلٹ آؤ گی۔“ وہ مسکرایا تھا‘ وہ اس کی جانب بغور دیکھنے لگی تھی۔عالیان ملک نے اس کے چہرے پر آئی لٹ کو ہاتھ بڑھا کر پیچھے ہٹایا تھا پھر ملائمت سے اس کے چہرے کو چھوا تھا۔وہ بدک کر پیچھے ہٹی تھی‘ نگاہ جھک گئی تھی‘ وہ اس کی جانب دیکھنے سے بھی گریزاں تھی۔اس کی جھکی پلکوں پہ ایک انجانا سا گریز تھا۔عالیان ملک نے اس کا ہاتھ بہت آہستگی سے تھاما تھا اور اسے خود سے قریب کیا تھا۔وہ اس کی جانب دیکھ نہیں رہی تھی۔

”منال جعفری! تم خود سے بھاگنے کے عمل سے گزر رہی ہو اور حیرت ہے کہ اس عمل کو ترک کرنا نہیں چاہتیں یا پھر تم سمجھتے‘ جانتے بوجھتے سمجھنا نہیں چاہتیں۔تم اس رشتے کو ختم کر پائیں کیونکہ تمہارا دل اس رشتے سے نہیں جڑا تھا‘ رشتے بننا کیمیائی عمل ہے منال جعفری اور محبت ایک کیمیائی کلیہ۔اس کلیہ کی حقیقت سے ہر کوئی واقف نہیں ہوتا‘ کچھ انجانے ہوتے ہیں اور اتنے انجانے ہوتے ہیں کہ اس سے نبردآزما

بھی نہیں ہوپاتے۔ تمہیں معلوم ہے جہاں محبت نہیں ہوتی وہاں کچھ نہیں ہوتا جیسے ایک بند کمرا اور اس کمرے میں حبس اور بے جا گھٹن۔ اس گھٹن میں دم گھٹ جائے اگر محبت ہاتھ تھام کر اپنے ہمراہ نہ لے جائے۔ مجھے خبر تھی کہ تم اس گھٹن سے باہر آؤ گی اور تبھی میں اس راہ پر رکا ہوا تھا‘ مجھے یقین تھا تمہیں اس کا ادراک ضرور ہوگا اور میں تمہیں اس لمحہ ادراک سے گزرتے دیکھنا چاہتا تھا۔ میں منتظر تھا مگر ایک یقین کے ساتھ‘ تمہیں میرے یقین پر گمان تھا مگر میں تم سے بدگماں نہیں تھا۔ تم نے راہ بدل لی تھی مگر میں نے انتظار موقوف نہیں کیا تھا۔

منال جعفری! کیا میں تمہارے ساتھ اس زندگی کی طویل راہ پر تمہارا ہاتھ تھام کر تمہارے ساتھ چل سکتا ہوں؟ تمہارے ہم قدم‘ ایک ایک قدم اٹھاتے ہوئے منزلوں کا سفر کرسکتا ہوں؟ یہی سوال میں نے کل بھی تم سے پوچھا تھا مگر تمہارے لبوں پر اس لمحے میرے لیے ہاں نہیں تھی‘ میں خود کو آزمانا چاہتا تھا‘ ایک بار پھر آزمانا چاہتا ہوں۔ میں وقت کو

مٹھیوں میں بھینچ کر وقت کی نبضوں پر ہاتھ رکھ کر تمہاری تمام سانسوں کو اپنے ساتھ باندھنا چاہتا ہوں‘ کہو مجھے اس کی اجازت ہے؟“ وہ مدھم سرگوشی میں اس کے کان کے قریب چہرہ کیے کہہ رہا تھا اور اس ایک لمحے میں منال

جعفری کا دل بہت شدت سے دھڑکا تھا۔ وہ اپنی دھڑکنوں کو خود اپنے کانوں میں سنتی ہوئی حیران سی کھڑی تھی۔ وہ حیران تھی کب اور کیسے اس شخص نے اسے اپنے سنگ باندھا تھا‘ کب اس کے دل کو دھڑکنے کے عمل سے روشناس کردیا تھا اور ایسا وہ سب کیسے کرپایا تھا؟

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو منال جعفری! کیا تمہیں اب بھی یقین نہیں کہ تمہارا دل کیا چاہتا ہے؟ کیا اب بھی تم فیصلوں کی منتظر ہو یا الجھاوؤں میں الجھی ہوئی ہو یا پھر تمہیں محبت پر یقین نہیں؟ میری محبت پر یقین نہیں؟" وہ اس کا چہرہ اوپر اٹھا کر پوچھ رہا تھا۔منال جعفری نے دیکھا تھا نظریں براہ راست اس کی نظروں سے ملی تھیں۔وہ اس کی آنکھوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کررہی تھی' انکار کی گنجائش وہ اپنے اندر نہیں محسوس کرتی تھی' انکار کا کوئی جواز نہیں تھا۔جب اس کا دل اس شخص کے ہمراہ تھا' وہ اپنے دل کو اس کے دل کے ساتھ جڑا ہوا محسوس کررہی تھی۔وہ سکون جو وہ اپنے اندر' دل کے اندر ڈھونڈ رہی تھی' وہ سکون وہ لمحہ اسے دے رہا تھا۔وہ نہیں جانتی تھی محبت کیا تھی اگر تھی بھی یا نہیں اور اس کا کچھ احساس تھا تو اسے کسی طور محسوس کرنا تھا یا محسوس کیسے جانا چاہیے تھا وہ محبت کے اطوار سے نا واقف تھی

مگر اپنے دل کو ایک ربط سے جڑا محسوس کررہی تھی اور یہ سکون اس کے لیے کافی تھا۔

"منال جعفری! تم اس خاموشی کو کب تک ہمارے درمیان ڈھال بنائے رکھو گی؟ میں دیواریں گرانے کا عمل جاری رکھے ہوئے ہوں اور تم ہو کہ ایک لفظ کہنے سے گریز کررہی ہو۔یہ سب کس کے لیے ہے؟ یہ محبت' یہ جنوں... میں نے یہ سفر کس کے لیے کیا؟ کیونکر کیا؟ تم آج بھی میلوں کی دوری پر کھڑی ہو تو کیا میں سمجھوں کہ سفر رائیگاں ہے؟" وہ بے چینی آنکھوں میں لیے بولا تھا۔

"عالیان ملک! مجھے تمہاری طرح لفظوں کا استعمال کرنا نہیں آتا' میں نہیں جانتی کہ مجھے کیا کہنا چاہیے مگر میں تمہیں یہ سوچنے پر مجبور کرنا نہیں چاہتی کہ اب اگر میں نے کوئی رشتہ ختم کیا ہے تو وہ کسی مقصد سے کیا ہے۔کل تم نے کہا تھا کہ میں اپنے فائدے کے لیے منہاج شاہ سے جڑی ہوں' آج میں یہ سننے کے لیے خود کو تیار نہیں پاتی جب

تم یہ کہو کہ میں ایک فائدے کے لیے تم سے جڑنا چاہتی ہوں۔ میں نے اس رشتے کو اس لیے ختم نہیں کیا کہ میں تم سے کوئی فائدہ اٹھا سکوں' میں اس رشتے سے باہر آئی کیونکہ میں اس رشتے کے لیے خود کو سود مند نہیں پاتی تھی۔ وہ رشتہ میرے پَروں پر برسوں کی تھکن لاد رہا تھا' ابا نے کہا تھا دل کی سنو' اندر کی آواز کو سمجھو۔ میں نے کوشش کی تو جانا' منہاج شاہ سے تعلق بنانا میری سب سے بڑی بے وقوفی تھی۔ یہ سچ ہے میں نے اس رشتے کو اس لیے باندھا تھا کہ میں اپنی فیملی کو بہترین سپورٹ فراہم کرسکوں۔ اس رشتے میں میری خواہشوں کو دخل نہ تھا' بہرحال وہ قصہ ختم ہوا مگر اب میں کسی اور فائدے کے لیے خود کو تیار نہیں پاتی۔" وہ سر جھکا کر بولی تھی۔

"میں تمہارے لیے یا تمہارا سوچ کر واپس نہیں پلٹی' تم کل کو مجھے اگر کہو کہ میں نے اپنے قدم یہ سوچ کر واپس لیے کہ مجھے کوئی پچھتاوا تھا

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

تو یہ سفر رائیگاں ہوا۔" وہ خدشات بیان کرتے ہوئے بولی تھی' وہ حیرت سے دیکھنے لگا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے منال جعفری کہ میں ایسا سوچتا ہوں یا میں ایسا سوچ پاؤں گا؟ تم زندگی ہو میری' محبت کرتا ہوں میں تم سے۔ تمہارا لوٹ آنا میرے لیے خوش آئند ہے اور تم سمجھتی ہو کہ میں تمہیں نہیں جانتا' کیا میں نہیں جانتا کہ تم نے یہ رشتہ کیوں بنایا اور پھر کیوں توڑا؟ تم مجھے اتنا بے وقوف یا بچہ سمجھتی ہو' اتنی بد گمان کیوں ہو منال جعفری! تمہیں میں ایسا مرد لگتا ہوں' میں تمہارے لیے کچھ بھی کرسکتا ہوں۔ ایسا کیوں ہے؟ کیونکہ میں تم سے پیار کرتا ہوں۔ مجھے تم سے محبت ہے منال جعفری! تمہاری انفرادیت سے محبت ہے' تمہارے ہونے کے احساس سے محبت ہے۔ تم آس پاس ہوتی ہو تو سب مکمل لگتا ہے' تم پاس نہیں ہوتی ہو تو سب خالی لگتا ہے۔ میں سمجھا نہیں سکتا محبت دراصل کیا ہے مگر میرے لیے یہ احساس ہے کہ یہ مجھے تم سے جوڑتی ہے اور

مکمل کرتی ہے۔میں اس احساس کو ہمیشہ اپنے اندر محسوس کرنا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے یہ احساس سکون دیتا ہے۔تمہارا ہونا اطمینان دیتا ہے' میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا' تمہیں کھو نہیں سکتا' اس خیال سے ہی روح فنا ہونے لگتی ہے کہ تم نہیں ہوگی میں یہ سوچنا نہیں چاہتا' مجھے اس احساس کے ساتھ جینے دو کہ تم میرے ساتھ ہمیشہ ہو۔اس ہمیشگی کے احساس سے میں اپنے دل میں ایک سکون محسوس کرتاہوں' میں وعدوں پر یقین نہیں رکھتا منال جعفری! مگر تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ اگر تم میرے ساتھ ہو تو تم ہمیشہ میری پہلی ترجیح ہوگی۔میں تمہاری چھوٹی بڑی ساری خوشیوں کا خیال رکھوں گا کیونکہ اگر تم خوش ہوگی تو میں بھی خوش ہوں گا۔تمہاری خوشی میری خوشی ہے منال جعفری!" وہ پُر یقین لہجے میں کہہ رہا تھا۔منال جعفری نے اس کے شانے پر اپنا سر بہت آہستگی سے رکھ دیا تھا۔وہ اتنی نا سمجھ نہیں تھی کہ اسے سمجھائے جانے کی ضرورت پڑتی۔وہ سکون جو اس نے اپنے اندر پہلے کبھی محسوس نہیں کیا

تھا' وہ آج محسوس کر رہی تھی۔محبت کا احساس شاید ایسا ہی سکون دینے والا تھا اگر یہ محبت تھی تو وہ اسے اپنے اندر ہمیشہ محسوس کرتے رہنا چاہتی تھی۔عالیان ملک کے بازوؤں کا حصار اس کے اطراف تھا اور وہ اور کچھ نہیں چاہتی تھی۔

ختم شد